

جانور جمادات بولتے ہیں

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ القرآن والحديث

حضرت علامہ

مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم
نام کتاب: جانور جمادات بولتے ہیں

مصنف: مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام: محمد سہیل اویسی، محمد آصف اختر، محمد خالد اویسی، محمد علی اختر اویسی (باب المدینہ)

اشاعت: بار اول محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

کل صفحات: 80

کمپوزنگ: محمد صفدر صابر (کبیر والا/خانیوال)

پروف ریڈنگ: الفقیر القادری محمد یوسف اویسی رضوی غفرلہ

ناشر

اسلامی کتب کا مرکز ادارہ تالیفات اویسیہ

ماڈل ٹاؤن بی (B) نزد سیرانی مسجد بہاولپور

0300-6830592

0321-6820890

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکرا لوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس ﷺ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۳، از مولانا حسین رضا)

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
1	حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بولی کے عالم ہیں	5
2	درخت بولتے ہیں	12
3	ازالہ وہم	16
4	درخت حاضر ہوا	16
5	جمادات بولتے ہیں	17
6	گوہ بولی	21
7	حیوانات بولتے ہیں/ بھیڑیا بول پڑا	22/ 21
8	غیبی بکری خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں	26
9	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی	29
10	ٹھنکا ہوا گوشت بول پڑا	31
11	گائے کی کہانی	34
12	دیگر حیوانات	41
13	غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تیل	43
14	حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ	44
15	ملک سبا کو ہد کی روانگی	70
16	واقعہ اصحاب کہف	74
17	عاشق زار	79

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعمرة ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انسان کے علاوہ ہر شے میں اس کے لائق شعور ہے۔ وہ حیوان ہو یا جماد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (سورة الجمعة)

ترجمہ: اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (کنز الایمان)

بخلاف فلاسفہ کے کہ وہ اس کے منکر ہیں اسلاف نے ان کے رد میں دفتر کے دفتر بھر دیئے فقیر ان کے فیض سے یہ چند سطور پیش کر کے اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرے گا اس سے ایک طرف اہل اسلام کی تائید ہوگی تو دوسری طرف انبیاء کرام و اولیاء عظام علی نبینا وعلیہم السلام کے کمالات کا ثبوت بہم پہنچے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور (پاکستان) ۱۳۲۳ھ

یاد رہے کہ جمادات اور جانوروں کا بولنا دوطرح مذکور ہوگا۔

☆ - معرہ و کرامت کے اظہار پر جانور بولیں۔

☆ - جانوروں و جمادات ذکر الہی کے کے طور یا ویسے ان کے اپنے اطوار سے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ جانوروں کا بولنا بکثرت ثابت ہے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی جانوروں اور جمادات کا بولنا ثابت ہے اور اولیاء عظام کی کرامات کا بھی کوئی شمار نہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو علم ماکان و مایکون کے تحت عقائد میں شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطن الہی تمام اشیاء کی نہ صرف بولی جانتے ہیں بلکہ ان کے حالات سے بھی آگاہ ہیں اس جملہ موضوع کی تفصیل کے لئے دفا تر بھی ناکافی ہیں صرف چند نمونے ناظرین کے لئے حاضر ہیں۔

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بولی کے عالم ہیں

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بولی جانتے ہیں وہ

انسان ہوں یا حیوان وہ جن ہوں یا ملک وہ حجر ہوں یا شجر وغیرہ وغیرہ۔

بخلاف مخالفین کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے عربی کے کسی بولی کا علم نہیں تھا ان کا یہ عقیدہ ایک من گھڑت خواب سے واضح ہے جسے مولوی غلیل احمد انیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوبند کے مولویوں کے پاس آنے جانے سے

اردو آگنی (ملخصاً) (براہین قاطعہ ص ۳۰)

تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”بلی کے خواب میں چھپھڑے“ فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ

لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماکان و مایکون کے ذرہ ذرہ کا علم ہے اس میں ہر شے کی بولی جانتا ہے یہاں موضوع کے لحاظ سے چند دلائل و شواہد گزارش کرتا ہوں۔

قاعدہ: یہ قاعدہ قرآن مجید میں ہے کہ ہر نبی علیہ السلام جس قوم کے لئے مبعوث ہوتا ہے اس قوم کی بولی کا علم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُلٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (الآیہ سورۃ ابراہیم: ۱۷۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا ہے کہ وہ انہیں صاف بتائے۔ (کنز الایمان)
فائدہ: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کل کائنات کے ذرہ ذرہ کے نبی و رسول ہیں اس عقیدہ کے مطابق اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر رسول کو اپنی قوم کی زبان کا علم ہوتا تھا اس سے نتیجہ نکلا کہ ہمارے نبی علیہ السلام کو اپنی امت کا علم عطا فرما دیا ہے۔

جملہ کائنات کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام جملہ کائنات کے رسول ہیں اس کی تائید ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (پارہ ۲۲، سورہ سباء)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈرسانا، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ (کنز الایمان)
ترجمہ: ہم نے آپ کو ساری کائنات کے انسانوں کے لئے رسول و بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا (پارہ ۸ سورۃ فرقان)

ترجمہ: برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد مقدس پر کتاب نازل فرمائی تاکہ ہوں جملہ

عالمین کو ڈرسانے والے۔ ان آیات سے واضح ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے ذرہ ذرہ کے نبی ہیں تو پھر ہر ایک کی بولی بھی جانتے ہیں چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

☆..... تفسیر جمل میں ہے: وَهُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَاطَبُ كُلُّ قَوْمٍ بِلُغَتِهِمْ۔
ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قوم سے ان کی زبان میں بلاغت کے ساتھ خطاب فرمایا کرتے۔ (تفسیر جمل جلد ۲، صفحہ ۵۱۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق کی زبانوں کا علم ہے۔
☆..... نسیم الریاض شرح شفاء شریف جلد اول میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں:
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعِثُّ لِكُلِّ نَفْسٍ بِجَمِيعِ اللُّغَاتِ۔ (نسیم الریاض جلد ۲، ۳۸۷)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تمام زبانیں بھی سکھا دیں۔

فائدہ: ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی زبانوں کی باتیں سکھائیں اس لئے کہ آپ جملہ مخلوق کے رسول ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً فِي تَمَامِ مَخْلُوقِ كَارِهُ هُوَ۔ (صحیح المسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد، مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
فائدہ: ثابت ہوا کہ حضور آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے رسول اور بشیر و نذیر ہیں پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کسی خاص قوم کے رسول بنا کر بھیجے جاتے تھے لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی قوم کی قید نہیں بلکہ جملہ عالم کے رسول ہیں جو ذات کہ ساری کائنات کے رسول اور بشیر اور نذیر ہوں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو ہر قوم کی زبانوں کا علم ہے ورنہ یہی ثابت ہوگا کہ رسالت مآب کی رسالت کل عالمین ہونے کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام زبانوں کا علم ہے تو جو سید المرسلین ہیں ان کو تمام زبانوں کا علم نہیں (حالانکہ آدم علیہ السلام کو وہ جملہ لغات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل نصیب ہوئیں) (تفصیل تفسیر اویسی میں دیکھئے)

☆..... نہ صرف ہر بولی جانتے ہیں بلکہ جسے چاہیں جس ملک کی بولی عطا فرمادیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے: **فَأَصْبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ يَتَكَلَّمُ بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِي بُعِثَ فِيهِمْ** (الخصائص الكبرى لجزء الثانی وحجة الله على العالمین) ترجمہ: ان صحابیوں نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

اصل واقعہ: ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں جعفر بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابیوں کو قیصر، کسری، مقتوس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا، ان صحابیوں نے صبح کی تو جس صحابی کو جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پاک سے اُن صحابہ کو وہ زبانیں آگئیں حالانکہ وہ صحابہ عربی زبان کے علاوہ اور کسی زبان کو نہیں جانتے تھے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ فیض سے امتیوں کو بغیر سیکھنے کے دوسری زبانیں آجاتیں اور خود انہیں عربی کے علاوہ اور کوئی زبان نہ آئے سبحان اللہ یہ امتی ہیں کہ خود جاہل ہیں تو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے خبر بلکہ اردو کا خود کو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاذ بناتے ہیں۔

☆..... آج بھی پہلے سے بڑھ کر در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری ہر ملک اور ہر

ملاقہ کے مسلمانوں کو نصیب ہو رہی ہے اور بوقت حاضری ہر عاشق اپنی بولی میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے محرومات پیش کر رہا ہے ہمیں معلوم نہیں یہ کون ہے کیا کہہ رہا ہے آج بھی جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر یہ نظارہ دیکھا جاسکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر امتی کا نام بھی جانتے ہیں اور کام بھی اور اس کی نہ صرف زبان (بولی) بلکہ اس کا ایمان بھی جانتے ہیں اگر کسی احمق کا عقیدہ نہیں تو پھر وہ ہزاروں روپے خرچ کر کے اتنا دور کیوں جاتا ہے اور جن کا عقیدہ نہیں ہے وہ (نجدی، وہابی) سرے سے حاضری ہی نہیں دیتے اگر حاضر ہوتے بھی ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہی نہیں یہ دولت صرف اور صرف اہل سنت کے عقیدہ والوں کو نصیب ہے۔

دل کی گہرائیوں کو جانتے ہیں: بلکہ ہمارے اسلاف علیہم الرحمہ کا عقیدہ ہے کہ بوقت حاضری یہ تصور ہو کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دل کی گہرائیوں کو بھی نہ صرف جان رہے ہیں بلکہ دیکھ بھی رہے ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی آداب زیارت میں تحریر فرماتے ہیں: **وَيَنْبَغِي أَنْ يَقِفَ عِنْدَ مُحَاضِرِهِ أَرْبَعَةَ أَذْوَاعٍ وَيَلَازِمُ الْأَدَبَ وَالْخُشُوعَ وَالتَّوَاضُّعَ غَاضُ الْبَصَرِ فِي مَقَامِ الْهَيْبَةِ كَمَا كَانَ يُفْعَلُ فِي حَالِ حَيَاتِهِ إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ وَمَعْرِفَةِ أَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَرَائِفِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ بِهِ فَإِنْ قُلْتَ هَذِهِ الصِّفَاتُ مُخْتَصَّةٌ بِاللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ الْجَوَابُ أَنَّ مَنْ انْتَقَلَ إِلَى عَالَمِ الْبَرَزِخِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَعْلَمُ أَحْوَالَ الْأَحْيَاءِ الْمَيِّتِ وَقَدْ وَقَعَ كَثِيرٌ مِنْ ذَلِكَ كَمَا هُوَ مَسْطُورٌ فِي مِطْنَةِ ذَلِكَ مِنَ الْكِتَابِ وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْعَبَّازِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَأَعْمَالِهِمْ فَلِذَاكَ يَشْهَدُ لَهُمْ** (مواعظ للنبیہ)

چاہیے کہ زیارت کرنے والا قبر شریف سے چار ہاتھ پر سامنے کھڑا ہو اور ادب و خشوع و تواضع کو لازم پکڑے اور مقام ہیبت میں آنکھیں بند کر لے کہ جیسا کہ حضور کی حیات شریفہ میں کیا جاتا تھا اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال و نیات و عزائم و خواطر کی معرفت میں حضور کی موت و حیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے وہ زندوں کے حالات غالباً جانتا ہے ایسا بہت وقوع میں آیا ہے جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے حضرت عبداللہ نے بروایت سعید بن مسیب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح و شام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال کو پیش نہ کیا جاتا ہو اور حضور ان کو ان سے چہروں سے پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔ زبان سے کہنے کی حاجت نہیں: حضرت ابن الحاج "المدخل" میں لکھتے ہیں کہ: فَإِذَا زَارَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ قَدَرَأَنْ لَا يَجْلِسَ فَهُوَ بِهِ أَوْلَى فَإِنْ عَجَزَ فَلَهُ أَنْ يَجْلِسَ بِالْأَدَبِ وَالْإِحْتِرَامِ وَالتَّعْظِيمِ وَقَدْ لَا يَحْتَاجُ الرَّائِزُ فِي طَلَبِ حَوَائِجِهِ وَمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِ أَنْ يَذْكُرَهَا بِلِسَانِهِ بَلْ يُحْضِرُ ذَلِكَ فِي قَلْبِهِ وَهُوَ حَاضِرٌ بَيْنَ يَدَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَغْلَمَ بِحَوَائِجِهِ وَمَصَالِحِهِ وَأَرْحَمَ بِهِ مِنْهُ لِنَفْسِهِ وَأَشْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ أَقَارِبِهِ وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ (إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ الْفَرَاشِ تَقْعُونُ فِي النَّارِ وَأَنَا أَخَذُ بِجَنْبِكُمْ عَنْهَا وَكَمَا قَالَ) وَهُوَ فِي حَقِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَأَوَّانٍ أَعْنَى فِي التَّوَسُّلِ بِهِ وَطَلَبِ الْحَوَائِجِ بِجَاهِهِ عِنْدَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ لَمْ يَقْدِرْ زِيَارَتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِجَسَمِهِ فَلْيَنْوِهَا كُلَّ وَقْتٍ لِتَحْضُرُ قَلْبُهُ أَنَّهُ حَاضِرٌ بَيْنَ يَدَيْهِ مُتَشَفِّعًا إِلَى مَنْ مِنْهُ بِهِ عَلَيْهِ.

(مدخل لابن الحاج، زیارت سید الاولین والآخرین) (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ترجمہ: جس وقت زائر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ نہ بیٹھے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا اولیٰ ہے اگر کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اسے ادب و احترام و تعظیم سے بیٹھنا جائز ہے زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے بلکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دل میں حاضر کر لے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زائر کی حاجات و ضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خود اس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرا حال اور تمہارا حال پر دانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں" اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہر وقت اور ہر لمحہ میں ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرنے میں اور آپ کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں اور جس شخص کے لئے بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مقدر نہ ہو اسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرے اور یہ سمجھے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہ الہی میں شفع لارہا ہوں جس نے آپ کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان فرمایا ہے۔

ہر جگہ ہر آن

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: النظر فی اعمال امته والا ستغفار لهم من السيئات والدعا بكشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض لحلول البركة فيها وحضور الجنائز من مات من صالحی امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ

کما وردت بذلك الاحادیث والآثار

(انباء الاذکیاء)

ترجمہ یعنی اپنی امت کے اعمال دیکھنا اور ان کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اور ان سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا اور اپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں حاضر ہونا کیونکہ یہ امور برزخ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

انتباہ: جن کے علوم کا یہ حال ہے کہ احوال زبان پر لانے کی ضرورت بھی نہیں جو ارادہ و خیال دل پر منقوش ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بھی جانتے ہیں خواہ حاضری دینے والا جس ملک اور جس علاقے کا ہے تو پھر ان کے لئے بدگمانی کی جارہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف عربی بولی جانتے ہیں اور بس۔

نوٹ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چند نمونے از شفاء شریف سے تلخیص کے طور پر ملاحظہ ہوں۔

درخت بولتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آپ کے قریب آیا آپ نے فرمایا اے اعرابی! کہاں کا قصد ہے؟ کہا کہ گھر جا رہا ہوں فرمایا کیا تو نیکی کی طرف آتا ہے؟ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے کہا کوئی آپ کی شہادت دیتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ بول کا درخت جو وادی کے کنارے کھڑا ہے تب وہ زمین چیرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس سے آپ نے تین مرتبہ شہادت دلوائی تو اس نے ویسے

ہی کہا جیسا آپ نے فرمایا پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۳۱)

☆..... حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی نشانی مانگی آپ نے فرمایا وہ سامنے درخت سے کہو کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں راوی کہتے ہیں کہ وہ درخت اپنے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے بلا اور اس کی جڑیں ٹوٹیں پھر زمین چیرتا شاخوں کو گھسیٹتا تیز حاضر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ، اعرابی نے کہا اس کو حکم دیجئے کہ اپنی جگہ چلا جائے پس وہ واپس ہوا اور اس کی جڑیں زمین میں داخل ہو گئیں اور سیدھا کھڑا ہو گیا اعرابی نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسہ دوں تو آپ نے اس کو اجازت دیدی۔ (زرقانی ج ۵ ص ۱۳۱، حجة اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۸)

☆..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی کہ جہاں پردہ ہوتا وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا فرمانبردار ہو جا مجھ پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے، تو وہ آپ کے ساتھ چلا اس طرح پر جیسے کوئی اونٹ کو ٹکیل ڈال کر لے جاتا ہے اور بیان ہے کہ آپ نے دوسرے درخت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جب یہ دونوں نصف راہ طے کر کے درمیان میں پہنچے تو آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے مجھ پر دونوں مل جاؤ پس وہ دونوں مل گئے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۳۳، زرقانی ج ۵ ص ۱۳۲، حجة اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۱۲)

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے جابر اس درخت سے کہو کہ تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے ساتھی درخت سے مل جائے تاکہ میں تمہارے پیچھے بیٹھوں تو میں نے ایسا کیا اور چلا یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھی سے جاملتا تو آپ (قضائے حاجت) کے لئے ان دونوں کے پیچھے بیٹھے اور میں جلدی سے نکل آیا اور بیٹھ کر دل میں سوچنے لگا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے سے تشریف لارہے تھے اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر ہر ایک اپنی جگہ سیدھا کھڑا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا توقف فرمایا اور اپنے سر سے داہنے اور بائیں جانب اشارہ فرمایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۱۰)

☆..... اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں فرمایا کہ تم ایسی جگہ پاتے ہو جہاں اللہ کا رسول قضائے حاجت کرے میں نے عرض کیا یہ وہ وادی ہے جہاں لوگوں کی گزرگاہ ہے فرمایا کیا کوئی درخت یا پتھر دیکھا ہے عرض کیا ہاں آٹھ سال سے چند درخت دیکھے ہیں فرمایا جاؤ اور ان درختوں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قضائے حاجت کے لئے آئیں اور یہی بات کنکریوں سے کہو، تو میں نے ان سے جا کر یہی کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا بلاشبہ میں نے دیکھا کہ درخت ایک دوسرے کے قریب ہو کر مجتمع ہو گئے اور کنکریاں بھی دوڑ کر ایک دوسرے پر پیوستہ ہو گئیں پس جب آپ نے قضائے حاجت فرمائی تو مجھ سے فرمایا ان سے کہو چلے جائیں پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ میں نے دیکھا کہ وہ درخت اور کنکریاں جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ چلی گئیں یعنی بن سباہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اس کے بعد انہوں نے ان دونوں حدیثوں کے مثل بیان کیا اور کہا کہ آپ نے دو چھوٹے چھوٹے کھجوروں کے درختوں کو حکم دیا کہ وہ مل گئے اور ایک

روایت میں دو بڑی کھجوروں کے درخت آیا ہے۔ غیلان بن سلمہ ثقفی کے روایت اس کے مثل ہے اور اس میں دو درختوں کا ذکر ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے غزوہ حنین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کے مثل بیان کیا۔ یعنی بن مرہ بن سباہ نے بہت سے معجزات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھ کر بیان کیا ہے کہ بڑا درخت یا کیکہ کا درخت آیا اور آپ کے گرد چکر لگایا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی تھی کہ وہ مجھ پر سلام عرض کرے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۹)

☆..... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک درخت نے خبر دی کہ ایک رات جن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی کہ وہ آپ سے قرآن کریم سنے، مجاہد نے حضرت انس ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں ذکر کیا کہ جنات نے کہا آپ کی کون شہادت دیتا ہے؟ فرمایا کہ درخت، اے درخت چلا آتو وہ درخت بڑی آواز کے ساتھ جڑوں کے ساتھ چلا آیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۹)

فائدہ: قاضی ابوالفضل عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ابن عمر، ہریدہ جابر ابن مسعود، یعلیٰ بن مرہ، اسامہ بن زید، انس ابن مالک، علی ابن ابی طالب اور ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کا اس باب میں نفس حدیث اور معنی حدیث میں اتفاق ہے اور ان سے کئی گنا تابعین اور تبع تابعین نے روایتیں کیں ہیں تو یہ حدیثیں جیسی بھی تھی شہرت کے اعتبار سے قوی ہو گئیں۔ ☆..... ابن فورک نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ طائف میں غمگینی کی حالت میں چلے آپ کے سامنے میری کا درخت آگیا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ ان کے درمیان سے گزر گئے وہ درخت دونوں پر اس وقت تک موجود ہے وہ جگہ معروف اور معظم ہے۔

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غمگین دیکھ کر عرض کیا، کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی معجزہ دکھاؤں فرمایا ہاں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی کے ایک درخت پر نظر ڈالی، جبریل نے عرض کیا اس درخت کو بلائیں تب وہ چل کر آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر کہا اس کو حکم دیجئے کہ لوٹ جائے چنانچہ وہ اپنی جگہ چلا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے مگر انہوں نے اس میں جبریل علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا آپ نے کہا اے خدا مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا جس کی وجہ سے مجھے تکذیب والوں کی پرواہ نہ رہے اس کے بعد درخت بلانے اور لوٹانے کا ذکر فرمایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۸)

ازالہ وہم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غمگین ہونا تکذیب کرنے والوں کی وجہ سے تھا جیسے آپ کی عادت کریمہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے کبھی غمگین نہیں ہوئے نہ آپ کی غمگینی اپنے لئے تھی۔

رکانہ پہلوان

ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ پہلوان کو بھی ایسی نشانی دکھائی تھی کہ ایک درخت کو بلایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا پھر اسے لوٹنے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۱۰)

نوٹ: رکانہ پہلوان کے واقعہ کی تفصیل فقیر کے رسالہ ”الجسمانیۃ لتعلیم الامۃ“ میں دیکھئے۔

درخت حاضر ہوا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ مجھ کو ہنسانی دکھائی جائے جس سے تکذیب کرنے والے میرے متعلق تصدیق کا سوچ لیں اللہ نے فرمایا کہ فلاں وادی میں ایک

درخت ہے اس کی ٹہنی پکڑ کر اسے ہلاؤ آپ نے ایسے ہی کیا تو وہ درخت زمین چیرتا ہوا دست بستہ کھڑا ہو گیا جتنی دیر آپ نے چاہا کھڑا رہا اجازت ملنے پر واپس چلا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۸)

درخت دوڑا

حضرت ابن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا کیا تو دیکھتا ہے کہ اگر میں اس کجھور کی ٹہنی کو بلاؤں تو اس کی گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا ہاں تو آپ نے اس کو بلایا تو وہ درخت دوڑتا ہوا آیا پھر فرمایا لوٹ جا تو وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۹)

اسی کو حضرت امام بوصری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا۔

جاءت الدعوة الاشجار ساجدة تمشی الیہ علی ساق بلا قدم

جمادات بولتے ہیں

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۱۳)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں اپنے دست اقدس میں لیں تو انہوں نے آپ کے دست اقدس میں تسبیح پڑھنا شروع کر دی اور ہم نے خود اپنے کانوں سے ان کا تسبیح پڑھنا سنا پھر آپ نے وہ کنکریاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیں تو تسبیح کر رہی تھیں پھر ہمارے ہاتھ میں دیدیں تو انہوں نے تسبیح بند کر دی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۱۳)

☆..... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی کی مثل روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ کنکریوں

نے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں تسبیح جاری رکھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۱۳۷)

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ مکہ کے کسی گوشہ میں تشریف لے گئے تو کوئی درخت پہناڑ ایسا نہ تھا جس نے آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ نہ کہا ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۴۰، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۳ باب ماجاء فی آیات نبوة النبی، حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۶)

☆..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مکہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مجھ پر سلام پیش کرتا ہے ایک روایت میں ہے کہ وہ حجر اسود ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۶)

☆..... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب میرے پاس جبریل علیہ السلام پیغام رسالت لائے تو کوئی پتھر اور درخت ایسا نہ تھا جو السلام علیک یا رسول اللہ نہ کہتا ہو۔

☆..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ جس پتھر اور درخت پر سے گزر فرماتے تو وہ آپ کو سجدہ کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۰۶)

☆..... حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اور ان کے بیٹوں پر اپنی چادر ڈالی اور ان کے لئے دوزخ سے پناہ کی دعا مانگی جیسا کہ اس وقت چادر میں پناہ دی تو گھر کے ہر دروہام سے آمین، آمین کی آواز آئی۔

☆..... حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام ایک طباق جس میں انار و انگور تھے لائے تو آپ نے اس

سے کھایا تو اس نے تسبیح کی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۱۴۷)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم جبل احد پر جب چڑھے تو اس نے حرکت کی تب آپ نے فرمایا اے اُحد ٹھہر جا کیا نہیں دیکھتا تھے پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں اور اسی کے مثل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوہ حرا کے واقعہ میں مروی ہے اور اتنا انہوں نے زیادہ کیا کہ آپ کے ساتھ حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ فرمایا خبردار تھے پر ایک نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۵۲۱، مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۶۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۱، کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۸۵، حدیث نمبر ۳۲۶۶۶، ۳۲۶۶۷)

☆..... حدیث صراء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ دس صحابہ کرام تھے اور میں بھی ان میں تھا اور انہوں نے عبد الرحمن اور سعد کا اضافہ کیا اور کہا کہ میں دو صحابیوں کو بھول گیا اور سعید بن زید کی حدیث میں بھی اسی کے مثل مروی ہے اور انہوں نے اس کو بیان کیا اور اپنا اضافہ کیا۔

☆..... ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب قریش نے آپ کو تلاش کیا تو آپ سے کوہ ثمیر نے کہا یا رسول اللہ مجھ پر سے اتر جائیے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کو میری پشت پر یہ لوگ قتل نہ کر دیں پھر اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے اس وقت کوہ حرا نے کہا یا رسول اللہ میری طرف تشریف لائیے۔

☆..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر تلاوت فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَتَّى قَدَرَهُ الْآيَةُ الْأَنْعَامُ: ۶

ترجمہ: اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی (کنز الایمان)

پھر آپ نے فرمایا جبار اپنی بزرگی بیان فرماتا ہے کہ میں جبار ہوں میں بہت بڑی شان والا ہوں تو تمہیں

کاٹنے لگا حتیٰ کہ ہمیں گمان ہوا کہ آپ اس سے گرنے جائیں۔

☆..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کے گرد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے جن کے پاؤں پتھروں میں رانگ سے جمادیئے گئے تھے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اشارہ کیا دیریں حال کمان کو چھوٹے نہ تھے اور فرماتے جاتے تھے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ الْآيَةُ: بنی اسرائیل ۸۱/۷ ترجمہ: کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ (کنز الایمان)

تو آپ جس بت کے چہرے کی طرف اشارہ فرماتے وہ پیٹھ کے بل گر پڑتا اور جس کی پیٹھ کی طرف اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ ایک بت بھی باقی نہ رہا اور اسی کے مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے انہوں نے کہا کہ آپ نیزہ ان کو مارتے اور فرماتے جاتے حق آگیا اب باطل نہ ظاہر ہوگا اور نہ لوئے گا۔

راہب کی گواہی

بچپن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے ساتھ بغرض تجارت تشریف لے گئے تھے تو ایک راہب تھا جو کسی کے لئے نہیں نکلتا تھا اب وہ نکلا اور ان کے درمیان آگیا حتیٰ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر کہا آپ سید العالمین ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا اس وقت قریش کے صنادید نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ کوئی درخت و پتھر ایسا نہیں جو آپ کو سجدہ کرتا نہ گرا ہو حالانکہ وہ نبی کے سوا کسی کو سجدہ کرتے ہی نہیں اور سارا قصہ بیان کیا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے دیریں حال بادل آپ پر سایہ کر رہا تھا پھر جب آپ قوم کے نزدیک ہوئے تو انہوں نے پایا کہ وہ درخت کے سایہ کی طرف بڑھ رہے ہیں پھر جب آپ نے جلوس فرمایا تو وہ بادل کا

سایہ آپ پر جھک گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب ماجاء فی بدء النبوة ﷺ، سیرۃ النبوة لابن ہشام ص ۱۸۰، الروض الانف ص ۱۱۸، شرح الزرقانی ج ۱ ص ۱۹۳، المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۶۱۰، زاد المعاد ج ۱ ص ۱۷، دلائل النبوة للبیہقی ج ۲ ص ۲۶، دلائل النبوة ابو نعیم ج ۱ ص ۱۳۱، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ ص ۸۳، مرقاة المفاتیح ج ۵ ص ۴۷۲)

حیوانات بولتے ہیں

بکری کا حال: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایک بکری تھی جس وقت ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو وہ سکون کے ساتھ اپنی جگہ ٹھہری رہتی نہ وہ آتی نہ وہ جاتی اور جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو وہ آتی اور جاتی۔ (یعنی پریشان کرتی) فائدہ: یہ بکری کا حال بولتا تھا۔

گاوہ بولی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک اعرابی گاوہ کا شکار لے کر آیا اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ صحابہ نے کہا آپ اللہ کے نبی ہیں تو اس نے کہا قسم ہے لات وعزیٰ کی (یہ دونوں عرب کے بڑے بتوں کے نام ہیں) میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا مگر یہ گاوہ ایمان لائے اور اس گاوہ کو آپ کے سامنے پھینک دیا تب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گاوہ تو اس نے کھلی زبان میں آپ کو جواب دیا اور تمام لوگوں نے اس کو سنا۔ لیبیک وسعدیک یا زین من وافی القیمۃ یعنی میں حاضر ہوں، موجود ہوں اے زینت ان لوگوں کی جو قیامت کی طرف آنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کس کو پوجتی ہے؟ گاوہ نے جواب دیا اس ذات کو جس کا عرش آسمان ہے جس کی سلطنت

زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں ہے اور دوزخ میں اس کا عتاب ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں بلاشبہ بھلائی پر ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نقصان میں ہے جس نے آپ کی تکذیب کی پھر اعرابی مسلمان ہو گیا۔ (دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ ص ۳۷، دلائل النبوة لابی نعیم ج ۲ ص ۳۷۸، تاریخ دمشق کبیر ج ۳ ص ۲۶۰، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۵۴۴، المعجم الصغیر لطبرانی ص ۹۲۸، ریاض المعجم الاوسط حدیث ۵۹۹۶، مجمع الزوائد حدیث ۱۴۰۸۶، الوفا ج ۱ ص ۳۴۱، الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۷، بل الہدی والرشاد ج ۹ ص ۵۲۰، زرقانی ج ۵ ص ۱۳۹)

بھیڑیا بول پڑا:۔ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا تو ایک بکری کے سامنے بھینڑیا آگیا تو اس نے اس سے بکری چھین لی پھر بھینڑیا الگ ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا اور چرواہے سے کہا کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ تو میرے اور میرے رزق کے درمیان میں حائل ہو گیا چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھینڑیا انسانوں کی بولی میں کلام کرتا ہے۔ اس وقت بھینڑیے نے کہا کیا میں تجھ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ٹیلوں کے درمیان لوگوں کو گزری ہوئی غیبی خبریں بتا رہے ہیں تب وہ چرواہا حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور اس کی خبر دی اس پر آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر لوگوں کو یہ بات بتادے پھر فرمایا اس نے سچ کہا۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ: بھینڑیا بھی حضور علیہ السلام کے علم غیب کا قائل ہے جو اس عقیدہ کو شرک کہتے ہیں وہ کون ہوئے؟

فائدہ: بعض سندوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بھینڑیے نے کہا تو بہت عجیب ہے کہ تو اپنی بکریوں پر کھڑا ہے اور ایسے نبی کو چھوڑے ہوئے ہے جس کو اللہ نے آپ سے بڑھ

کرم مرتبہ میں کبھی کسی نبی کو نہ بھیجا بیشک ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور جنت کے رہنے والے ان کے اصحاب کو لڑتا دیکھ رہے ہیں اور تیرے اور ان کے درمیان صرف یہ گھاٹی حائل ہے اب تو بھی اللہ کے لشکروں میں سے ہو جا۔ چرواہے نے کہا میری بکریوں کا کون محافظ ہے؟ بھینڑیے نے کہا میں ان کو چراتا ہوں یہاں تک کہ تو واپس آئے تو اس نے بکریاں اس کے سپرد کیں اور چلا گیا اور اس کا قصہ بیان کیا اور اس کا اسلام لانا اور حضور کا پانا کہ آپ جہاد کر رہے تھے اس وقت اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اپنی بکریاں گن لے ان کو پورا پائے گا تو اس نے ایسا ہی پایا اور بھینڑیے کے لئے ان میں سے ایک بکری ذبح کر دی اُبیان بن اوس سے مروی ہے وہی اس قصہ کے صاحب تھے وہ اس کو بیان کرتے اور بھینڑیے کی باتیں ذکر کرتے تھے وہ اس کو بیان کرتے اور بھینڑیے کی باتیں ذکر کرتے تھے اور ان کا سبب ابی سعید رضی اللہ عنہ کے مثل حدیث بنی ہے۔ اسی طرح ابن وہب نے روایت کیا ہے کہ ابی سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کا قصہ بھینڑیے کے ساتھ ہوا ہے ان دونوں نے اس کو پایا کہ ایک ہرن کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ ہرن حرم میں داخل ہو گیا تو بھینڑیا لوٹ گیا دونوں نے اس سے تعجب کیا بھینڑیے نے کہا اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تم کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور تم ان لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو ابوسفیان نے کہا قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر تو نے اس کا مکہ میں تذکرہ کیا ہوتا تو ضرور اہل مکہ خالی گھر کر دیتے (اور مدینہ چلے جاتے) اسی طرح ایک خبر مروی ہے کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۲)

بت بولا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بت شمار کے کلام کرنے سے تعجب کیا کہ اس بت نے اشعار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تھا تو اس وقت ایک پرند اتر آیا اور کہا اے عباس! شمار کے کلام کرنے سے تعجب کر رہے ہو اور اپنے نفس پر تعجب نہیں

کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اسلام کی دعوت دیں اور تم بیٹھے رہو یہی واقعہ آپ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

شیر بولتا ہے :- حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس یمن بھیجا تھا شیر نے پہچان لیا کہ یہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہے اور اس کے پاس اس سرکار کا صحیفہ عالیہ ہے اس نے نرم سی آواز میں اپنی وفاداری کا اظہار کیا اور سفینہ رضی اللہ عنہ کو صحیح راستے پر لگادیا اور انہوں نے بیان فرمایا کہ واپسی پر بھی انہیں ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۳۵، حجتہ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۸)

فائدہ :- ان کی دوسری روایت میں ہے کہ وہ ایک کشتی میں سوار تھے کہ وہ ٹوٹ گئی اور انہیں لے کر ایک جزیرے سے جا لگی اچانک سامنے سے ایک شیر آگیا انہوں نے کہا اے شیر میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں شیر نے اظہار وفاداری کے لئے اپنے کندھے ہلائے اور مجھے راستہ بتادیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۳۵)

نسلوں تک نشانی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کی ایک بکری کا کان اپنی دو انگلیوں سے پکڑا تو کان پر انگلیوں کے نشان پڑ گئے اور یہ نشان اس بکری کی نسل میں باقی رہے۔ (شفاء شریف) فائدہ :- یہ دائمی بولنا ہے لیکن اشاروں کی زبان کے بولنے سے بلیغ تر ہے۔

گدھا بولا :- ابراہیم بن حماد علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گدھے نے بھی کلام کیا تھا جو آپ کو غزوہ خیبر کے دنوں میں ملا تھا آپ نے اس سے نام دریافت فرمایا تھا اس نے اپنا نام یزید بن شہاب بتایا سرور کون و مکان صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام یحضر رکھ دیا جب آپ کسی صحابی کو بلانا چاہتے تو اس گدھے کو بھیج دیتے وہ جا کر صحابی کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور انہیں بلا کر لے آتا تھا جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ اس صدمے کو برداشت نہ کر سکا اور ایک کنوئیں میں گر کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (حجتہ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۲)

تبصرہ او ایسی غفرلہ: یہ گدھا ان انسانوں سے بازی لے گیا۔

جو بے عشق محمد پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخاران کو نہیں آتی بخاری

نوٹنی بول پڑی :- ایک نوٹنی نے اپنے مالک کے بارے میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دی تھی کہ واقعی اس کا مالک وہی ہے اور اس نے چڑایا نہیں ہے۔

(حجتہ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۰، شفاء شریف)

کبوتروں کا سایہ کرنا :- ابن ذہب علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ جس روز مکہ مکرمہ فتح ہوا تو کبوتروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیا تھا اور آپ نے انہیں برکت کی دعا دی تھی۔ مکڑی کی کاروائی :- حضرت انس، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب ہجرت کے دوران آپ غار میں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا جو چل کر غار کے منہ پر کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو چھایا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئے دوسری روایت میں ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالاقن دیا تھا اور جب تلاش کرنے والے پہنچے صورت حال دیکھی تو یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے کہ اگر اس غار کے اندر کوئی گیا ہوتا تو دروازے پر کبوتر نہ ہوتے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتیں سن رہے تھے۔ (حجتہ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۳۰۶)

اونٹوں کا عشق :- عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے روز ذبح کرنے کے

لئے پانچ سات اونٹ بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے ان میں سے ہر اونٹ ذبح ہونے کے لئے ایک دوسرے کے آگے بڑھ رہا تھا۔

فائدہ : یہ ان کا بولنا قالی نہیں حالی ہے جو قالی سے ابلیغ ہے اونٹوں کا یہ عشق ان مولویوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو عشق کو شرک بتاتے ہیں۔

ہر نی بولتی ہے : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز جنگل میں تشریف فرما تھے کہ ایک ہر نی نے آپ کو مدد کے لئے پکارا آپ نے دریافت فرمایا، تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے عرض کی کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کر لیا ہے حالانکہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تو میں انہیں دودھ پلا کر واپس لوٹ آؤں گی آپ نے فرمایا کیا تو ضرور ایسا ہی کرے گی؟ ہر نی نے اثبات میں جواب دیا آپ نے ہر نی کو چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس لوٹ آئی اور آپ نے اسے حسب سابق باندھ دیا اتنے میں وہ اعرابی پیدا ہو گیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی حاجت کے تحت یہاں جلوہ افروز ہیں جواب دیا ہاں اس ہر نی کو چھوڑ دے اعرابی نے ہر نی چھوڑ دی وہ میداں میں دوڑتی جا رہی تھی اور بلند آواز سے کہہ رہی تھی : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ۔ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں یہ گواہی دیتی ہوں کہ آپ ضرور اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۳)

غیبی بکری خدمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

ایک بکری کا واقعہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں ایسے وقت پیش ہوئی جب صحابہ کرام شدت پیاس سے مضطرب تھے اور ایسی جگہ ٹھہرے ہوئے تھے جہاں پانی نہ تھا اور لشکر اسلام کی تعداد تین سو تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کا دودھ نکالا اور اپنے تمام ساتھیوں کو خوب پلایا اس کے بعد آپ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے باندھ لو لیکن مجھے امید نہیں کہ تم اسے رکھ سکو گے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو وہ بکری جا چکی تھی اس کو ابن قنفذ علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جو اسے لے کر آیا تھا وہی اسے لے گیا ہے“

گھوڑے کی قابل رشک اطاعت

روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سفر میں اپنے گھوڑے سے فرمایا کہ جب تک ہم نماز سے فارغ نہ ہو جائیں تم حرکت نہ کرنا چنانچہ آپ جب تک نماز ادا کرتے رہے گھوڑا بے حس و حرکت کھڑا رہا اور کان تک نہ ہلایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۱، شفاء شریف قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

بولی گزر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

واقفی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قاصدوں کو بادشاہوں کی جانب روانہ کیا تو ان میں سے ہر ایک اس زبان میں کلام کرنے لگا جس زبان والوں کی جانب اسے بھیجا جا رہا تھا۔

فائدہ : قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایسی حدیثیں اگرچہ بی شمار ہیں لیکن قَدْ جِئْنَا مِنْهُ بِالْمَشْهُورِ وَمَا وَقَعَ فِي كُتُبِ الْأَيْمَةِ (شفاء شریف صفحہ ۲۱۷) یعنی ہم نے ان میں سے وہی حدیثیں پیش کی ہیں جو مشہور ہیں اور ائمہ دین کی کتابوں میں درج ہیں۔

تبصرہ او ایسی غفرلہ : دیوبندیوں کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی نے تو لکھ دیا کہ حضور علیہ السلام کو اردو دیوبندی مولوی کے پاس آنے جانے سے آگئی۔ (براہین قاطعہ ص ۳۵)

(معاذ اللہ) لیکن احادیث مبارکہ اس کے خلاف بولتی ہے وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف ہر بولی جانتے ہیں بلکہ نگاہ کرم سے جسے جو بولی چاہیں سکھادیں تفصیل ابتداء میں گزری ہے۔

بکری سجدہ ریز ہوئی

اصول کا قاعدہ ہے کہ ”الکسایۃ ابلیغ من الصراحة“ بنا بریں حیوان کی سجدہ ریزی بولنے سے بلیغ تر ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں رونق افروز ہوئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور ایک انصاری رضی اللہ عنہم بھی تھے باغ میں ایک بکری بھی تھی جس نے سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی آپ کے لئے سجدہ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے کہ بکری کی نسبت سجدہ کرنے کے ہم زیادہ مستحق ہیں الخ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۲)

اونٹ سجدہ کرتا ہے :- اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے سامنے ایک اونٹ نظر آیا اس نے دیکھتے ہی آپ کو سجدہ کیا آگے روایت حسب سابق بیان فرمائی اسی طرح اونٹ کے سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت ثعلبہ بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت یحییٰ بن مرۃ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے

ان میں سے ہر ایک نے بیان کیا ہے کہ ایک باغ کے اندر ایسا اونٹ تھا کہ جو اس باغ میں داخل ہوتا اونٹ اس پر حملہ آور ہو جاتا تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باغ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کو چکارا اس نے اپنا منہ آپ کے سامنے زمین پر رکھ دیا اور آپ کے حضور چُپ

چاپ بیٹھ گیا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ناک میں کیل ڈال دی اور زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا:

مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا يَعْلَمُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ الْأَعَاصِي الْجِنَّ وَالْإِنْسِ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۳۵، المعجزات، زرقانی ج ۵ ص ۱۴۱)

زمین و آسمان کے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں

اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے

اونٹ بولتا ہے :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اونٹ سے اس کا حال پوچھا تو اونٹ نے عرض کی اس کا مالک اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۰)

فائدہ: روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اونٹ کے مالک سے کہا کہ یہ زیادہ کام لینے اور کم خوراک دینے کی شکایت کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اونٹ تمہاری یہ شکایت کرتا ہے کہ تم اس کے بچپن سے اب تک اس سے خوب کام لیتے رہے ہو اور اب اسے ذبح کرنا چاہتے ہو اور مالکوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ واقعی انہوں نے یہی ارادہ کیا تھا۔

اونٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

عضبا عراۃ ناقہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آپ سے کلام کیا کرتی تھی اور جب وہ جنگل میں چرنے کے لئے جاتی تو چارہ اس کی جانب خود دوڑ کر آتا تھا جنگل کے درندے اس سے دور دور رہتے تھے اور ایک دوسرے کو خبردار کرتے تھے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری ہے مروی ہے کہ جب سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو اس اونٹ نے آپ کے فراق میں کھانا پینا مطلقاً ترک کر دیا تھا اور اسی حالت میں اپنی جان کو جان آفرین کے سپرد کر دیا تھا اس کا ذکر امام ابو حامد اسفر علیہ الرحمہ نے کیا ہے (شفاء شریف)

تبصرہ اولیٰ غفرلہ: ☆..... اونٹنی باتیں کرتی یہی ہمارا موضوع ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے سنتے وہ کیا کہتی ہوگی واللہ اعلم وہ جانے یا اونٹنی کا مالک کریم صلی اللہ علیہ وسلم. ☆..... چارہ خود دوڑ کر اونٹنی کے پاس حاضر ہوتا کتنا بڑا اکمال ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے جان چیزیں نہ صرف آپ کی پہچان رکھتی ہیں بلکہ وہ آپ کے گھر کی ہر شے کو پہچانتی بھی ہیں اور اپنی جان ان پر قربان کرتی ہیں۔

☆..... جنگلی جانور بھی نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرتے ہیں بلکہ آپ کی ہر منسوب شے کا بھی ادب کرتے ہیں لیکن افسوس کہ ہمارے شہروں اور دیہاتوں کے انسان نما جانور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور اسے شرک سمجھتے ہیں۔

☆..... اونٹنی کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی قابل رشک ہے۔

نو مولود بچے بولتے ہیں

☆..... وکیع نے فہد بن عطیہ سے مرفوعاً روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا جو جوان ہو گیا تھا اور قطعاً کلام نہیں کرتا تھا آپ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۴۰)

☆..... معرض بن معقّب سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک عجیب بات دیکھی کہ ایک بچہ جس دن پیدا ہوا آپ کے پاس لایا گیا پہلی حدیث کے موافق بیان کیا یہ حدیث مبارکہ یمامہ کی ہے اور یہ حدیث اس کے راوی شاصونہ کے نام سے مشہور ہیں اس میں ہے کہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے پھر اس کے بعد اس بچہ نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی اور اس بچہ کا نام مبارک یمامہ رکھ دیا

کیا۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ مکرمہ کا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۴۰)

بھنا ہوا گوشت بولتا ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے خیبر میں ایک بھنی ہوئی بکری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خاص طور پر ہدیہ بھیجی تو آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اس میں سے کھایا دورانِ طعام آپ نے فرمایا اپنے اپنے ہاتھ کھینچ لو اس نے خبر دی ہے کہ یہ زہریلی ہے اور اس زہر کے اثر سے بشر ابنِ براء فوت ہو گئے آپ نے یہودیہ سے پوچھا تجھ کو اس پر کس نے برا ہیئت کیا اس نے کہا اگر آپ نبی ہیں تو میرے اس زہر آلودہ بکری سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں آپ سے لوگوں کو نجات دلاؤں گی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے حکم دیا چنانچہ وہ (بشر ابنِ براء کے قصاص میں) قتل کر دی گئی۔ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں ہے کہ اس یہودیہ نے کہا میں نے آپ کے شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر گز ایسا ہی نہیں کہ تجھ کو اس پر قدرت دے صحابہ نے عرض کیا ہم اس کو قتل کر دیں فرمایا نہیں اور ایسا ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہب کے سوا دوسری روایت میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اس کے درپے نہ ہو اور یہ جابر بن عبد اللہ سے بھی مروی ہے اس میں ہے کہ مجھ کو اس بکری کی کلائی نے خبر دی ہے اور فرمایا اس کو سزا نہ دو اور حسن کی روایت میں ہے کہ اس کی ران نے کہا کہ وہ مسموم ہے اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن کی روایت میں ہے کہ اس بکری نے کہا میں زہر آلود ہوں اسی طرح ابنِ اسحق کی حدیث میں ہے کہ اس میں مذکور ہے کہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

موجہ بہ مکرمین کلماتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ آپ کو علم نہ تھا کہ گوشت میں زہر ہے افسوس ہے ان کے علم پر کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کی لاعلمی پر نگاہ تو پڑ گئی لیکن اس کمال سے آنکھ چرا لی کہ گوشت کی بوٹی آپ سے عرض کر رہی ہے کہ میں زہر آلود ہوں اور لاعلمی ثابت کرنا بھی اپنی لاعلمی پر مہر ثبت کرنا ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسے خاموشی سے منہ میں ڈالنا تقدیر ربانی کی وجہ سے تھا جیسا کہ خود فرمایا کہ خیر کے لقمے کا ہمیشہ مجھے دورہ پڑ جاتا رہا لیکن اب اس نے میری رگ جان کو قطع کر کے رکھ دیا ہے اسی ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت پائی ہے۔

(شفاء شریف)

مزید جوابات فقیر کی کتاب ”غایۃ المامول فی علم الرسول“ میں پڑھیے۔

مردے بول پڑے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مردے زندہ کرنا ایک حقیقت ہے بلکہ آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام سے کئی واقعات منقول ہیں یہاں صرف ایک واقعہ حاضر ہے۔

☆..... امام حسن بھری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضور! زمانہ جاہلیت میں اپنی ایک لڑکی کو میں نے فلاں جنگل کے اندر زندہ درگور کر دیا تھا آپ اس شخص کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے نام لے کر آپ نے اس لڑکی کو آواز دی اور فرمایا کہ اے لڑکی تو رسول خدا کے بلانے کو قبول کر، وہ لڑکی لبیک و سعیدیک کہتی ہوئی گڑھے سے نکل کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئی آپ نے فرمایا بیٹی! تیرے والدین مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کے پاس زندہ لوٹا دوں؟ لڑکی عرض گزار ہوئی حضور! مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

(العالمین ج ۱ ص ۶۷۵)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک نوجوان کا انتقال ہو گیا

اس کی والدہ عمر رسیدہ اور آنکھوں سے نابینا تھی ہم نے اس نوجوان پر کپڑا ڈال دیا اور اس کی والدہ کو تسلی دینے لگے تو محترمہ نے دریافت فرمایا کہ واقعی کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ جب ہم نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے دست دعا دراز کر دیئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئی اے اللہ! اگر میں تیری طرف اور تیرے رسول کی جانب اس لئے رجوع ہوتی تھی کہ مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو ناتوان پر یہ مصیبت نہ ڈال راوی فرماتے ہیں کہ ابھی وہاں سے ہلنے بھی نہیں پائے تھے کہ اس نوجوان نے کپڑا ہٹا دیا اور ایک مدت تک ہمارے ساتھ حیات نو کے باقی ایام گزارا رہا۔

(شفاء شریف) (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۶۷۶)

فائدہ: اس دوسرے مردہ کے زندہ ہونے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی بہت بڑی دلیل ہے کہ پہلے مردہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براہ راست خود زندہ فرمایا یہاں آپ کی دہائی دی گئی تو مردہ زندہ ہو گیا اور نہ صرف چند ایام بلکہ ایک بہت بڑی مدت تک رہا۔

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام

الحمد للہ! ہم اہل سنت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو با کمال مانتے ہیں

لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ الْآيَةُ الْبَقَرَةُ ۲/۲۸۵

ترجمہ: یہ کہتے ہوئے کہ ہم اسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے (کنز الایمان)

ہم کلمہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھتے ہیں لیکن ان کے صدقے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔ اس موضوع کے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کا بیان تو نہیں ہو سکتا چند نمونے کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

آپ کلیم خدا ہیں آپ میں بھی جانوروں اور جمادات سے کلام کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی لیکن ہم

ان کے اپنے کمالات کے بجائے آپ کے دور کے ولی اللہ کی گائے کی کہانی تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔

گائے کی کہانی :

ایک گائے کا قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مفصل بیان فرمایا ہے واقعہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑھا دولت مند تھا اسے اس کے چچا زاد بھائیوں نے میراث کی طرح میں قتل کر کے شہر کے دروازے کے سامنے یا کسی دوسری بستی کے قریب میدان میں چھوڑ آئے اور پھر خود ہی آکر داویلا کرتے ہوئے اس کی دیت کے مطالبے کے درپے ہوئے بلکہ چند لوگوں پر اس کے قتل کا الزام لگا دیا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا وہ منکر ہو گئے موسیٰ علیہ السلام پر یہ بات شاق گزری اور یہ واقعہ قسامتہ کے حکم کے نزول سے پہلے کا تھا انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی التجا کی تاکہ بات ظاہر ہو کہ کس نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک گائے ذبح کر کے اس کے بعض حصہ کو مقتول کے جسم پر لگاؤ زندہ ہو کر خود بتائے گا کہ اس کا قاتل کون ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالُوا گویا سوال کیا گیا کہ پھر انہوں نے اس حکم پر کیا کہا، کیا فرمانبرداری کی یا رک گئے؟ تو جواب میں کہا : قَالُوا اتَّخَذْنَا هُزُؤًا كَمَا تَوَلَّاهُمْ يَوْمَ الْقَوْمِ۔ کیا تو ہمیں ٹھٹھا کی جگہ خیال کر کے ہمارے ساتھ استہزاء کرتا ہے ہم قاتل کے بارے میں پوچھتے ہیں تم گائے کے ذبح کا حکم دیتے ہو ان کے مابین مناسبت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا وہ جواب جو آپ نے قوم کو فرمایا یوں ارشاد فرمایا ہے : قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا : اَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ پناہ کا طالب ہوں کہ میں جاہلین میں سے ہو جاؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ میں استہزاء کرنا جہل اور بیوقوفی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کی مفصل گفتگو بیان فرمائی ہے۔

لطیفہ : ہمارے دور کے معتزلہ انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے طویل اوصاف پڑھنے

اور سننے سے گھبراتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک ولی کی گائے کے مفصل صفات بیان فرمادیئے نامعلوم قرآن مجید کے اس مضمون کو پڑھ کر ان بد نصیبوں پر کیا گزرتی ہوگی۔

نکتہ : ہمارے دور کے معتزلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وارثین اولیاء کرام کے لئے مردہ زندہ کرنے کو ماننے سے ہچکچاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ولی کی مردہ گائے کے ذریعہ سے مردہ زندہ فرمادیا۔

موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی گفتگو

جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام لازماً ہم سے گائے ذبح کرائیں گے تو ٹال مٹول شروع کر دی کہ کہیں وہ گائے ذبح کرنے سے بچ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ کام کراتا تھا اسی لئے وہ ہو کر رہا اب سنیے قوم کے سوالات اور موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جوابات۔ قَالَ اِذْ دَعَا لَنَا رَبُّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا يَكْفُرُ عَوَانُ بَيْنَ ذَلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ۔ قَالُوا اِذْ دَعَا لَنَا رَبُّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْ هِيَ قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِمْ لَوْ هِيَ تَسْرُ النَّظْرَيْنِ قَالُوا اِذْ دَعَا لَنَا رَبُّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقْرَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ۔ قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذُلُولٌ تُثِيرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا اَلَيْسَ جِئْتُ بِالْحَقِّ فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ۔ البقرة: ٢/ آیت ٦٨ تا ٧١

ترجمہ : بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی؟ کیا وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ اوسر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں۔ تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہے؟ کیا وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے

وہ ایک پہلی گائے ہے جس کی رنگت ڈھبائی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی ہے۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کر دے وہ گائے کیسی ہے بیشک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے کیا وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوئے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں، بولے لگے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور (ذبح) کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ (کنز الایمان)

(عرض کرنے لگے آپ اپنے رب سے دعا فرمائیں وہ قَالُوا اَدْعُ لِنَارِكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ہمیں بتائے وہ گائے کیسی ہے) ای ما حالہا یعنی اس کا حال کیسا ہے یعنی اس کی حالت دریافت کرنی منظور ہے۔ کان حقہ ان یقول ای بقرة او کیف ہی لان السؤال بما یکون عن الجنس غالباً لکنهم بنا راو ظهور القتل بذبح ای فرد من جنس البقرة مستبعد الازعموا انها بائنة عن سائر البقرات بونا بعیدا حتی یکون کانه جنس اخر اجر و هم جری ما لا یعرفون حقیقة

۱۔ تفسیر مظہری صفحہ ۸۱ جلد ۱

بظاہر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے لفظ ای بقرة؟ (وہ کوئی گائے ہے) کیف ہی؟ (وہ کیسی ہے) استعمال فرماتے لیکن ان الفاظ کے ترک کرنے اور ماہی کے اختیار کرنے کی یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل اسے بہت عجیب سمجھتے تھے کہ کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ گائے ذبح کر کے قاتل کا پتہ لگ جائے وہ اپنے دل میں یہ سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی عجیب قسم کی گائے ہوگی اس لئے یہ قرار دے کر کہ انہیں اس کی حقیقت معلوم نہیں لفظ ماہی استعمال کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے یَقُولُ اِنَّهَا میں ضمیر ”ہا“ اس گائے کی طرف راجع ہے جس کا حکم ہوا تھا۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ اس گائے کی طرف ضمیر راجع ہونے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے

سے انہیں ایک خاص گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔ سو ضمیر ”ہا“ سے اتنا سمجھا جاتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اور وہ مطلق ہے۔ تعین کہاں سمجھی گئی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو ان بنی اسرائیل اخذوا ادنی بقرة فذبحوها اجزات عنہم ولكنہم شددوا ولو لا انہم قالوا (انا ان شاء اللہ لمہتدون) ما وجدواھا۔

درمنثور جلد ۱ صفحہ ۱۸۹، تفسیر مواہب الرحمن جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، ابن جریر جلد ۱، صفحہ ۳۸۰ (طبع جدید) مظہری جلد ۱ صفحہ ۸۳، ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۹۹

”اگر بنی اسرائیل کتر گائے لیکر ذبح کر لیتے جس کا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا تو اس حکم کی ادائیگی سے فارغ ہو جاتے لیکن انہوں نے شدت اختیار (بحث کی) کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم سخت فرمادیا۔ واللہ اگر یہ لوگ انشاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک ان کے لئے مسئلہ نہ کھلتا۔“ لَا فَارِضٌ (نہ بوڑھی) مسنة لاتلد یقال فرضت البقرة فروضها من الفرض بمعنی القطع کانہا

انقطعت سنہا۔ مظہری جلد ۱، مواہب الرحمن جلد ۱، ۲۳۷

یعنی نہ ایسی بوڑھی ہو کہ بچہ دینے کے قابل نہ رہی ہو۔ جب گائے بچہ جننے کے قابل نہیں رہتی تو عرب فرضت البقرة فروضها (گائے بوڑھی ہوگئی) بولتے ہیں اور یہ لفظ فرض بمعنی قطع سے مشتق ہے۔ بوڑھی کو فارض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی عمر کے برس قطع ہو گئے۔ وَلَا یَكْرُ (نہ ہی بچی) صغیرہ لم تلد قط۔ مظہری صفحہ ۸۲، مواہب الرحمن جلد ۱، ۲۳۷ یعنی نہ ایسی چھوٹی ہو کہ بچہ دینے کے قابل بھی نہ ہو۔ عَوَانٌ بَیِّنٌ ذَٰلِكَ (ان دونوں کے بیچ درمیانی عمروالی) فَافْعَلُوا مَا تَوْمَرُونَ (تو اب کرو جو تمہیں حکم دیا گیا ہے) لیکن پھر بھی ان لوگوں نے حکم کی تعمیل نہیں کی بلکہ پھر کہا۔ قَالُوا اَدْعُ لِنَارِكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْ نَهَا (انہوں نے کہا اپنے رب سے دعا کریں کہ ہمیں ابھی

طرح بتادے سمجھا دے اس کا رنگ کیا ہے) پہلے اس کی عمر پوچھی اب اس کا رنگ دریافت کیا تو قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعَةٌ لَوْ نُفِخَ فِيهَا تُنَادِي بِالنَّظِيرِينَ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ زرد رنگ کی گائے ہے اور اس کا رنگ خوب گہرا ہے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خوش کرتی ہے انہیں سرور آتا ہے۔ یعنی دیکھنے والوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت وہب ابن منہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اس کی کھال کی طرف نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب کی شعاع نکلتی ہے۔ مواہب الرحمن جلد ۱، صفحہ ۱۲۳ ابن کثیر جلد ۱، صفحہ ۱۰۰

جب سن اور رنگ کا بیان ہو گیا تو اس قوم نے پھر بھی سوال ترک نہ کیا۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ (اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اچھی طرح سمجھا دے کہ وہ کس قسم کی ہے) یہ پہلے سوال کی تکرار ہے کہ جو مزید انکشاف کی طلب کے لئے کہا ہے۔ إِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلَيْكَ وَإِنَّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ تَهْتَدُ وَا (گائے مثبہ ہو گئی ہے ہم پر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم راہ پالیں گے)

ای البقرة الموصوفة بما ذكر كثيرة فاشبه علينا ما يحصل به مقصودنا۔ (مظہری جلد ۱ صفحہ ۸۳)
(مطلب یہ کہ جن صفات کی گائے ارشاد ہوئی ہے اس جیسی بکثرت پائی جاتی ہیں اس لئے ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ کونسی گائے سے ہمارا مقصود حاصل ہوگا)

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذُلُولٌ تُنِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شَبِيهَ فِيهَا قَالُوا لَئِنْ جِئْتِ بِالْحَقِّ فَدَبَحْنَاهَا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایک گائے نہ تو محنت والی نہ زمین میں جوتی گئی اور نہ ہی کھیتی کو پانی دیتی صحیح و سالم بے داغ (بے دھبہ) وہ کہنے لگے اب آپ نے ٹھیک ٹھیک بات بتائی ہے سو انہوں نے گائے کو ذبح کیا اور ذبح کرتے لگتے نہ تھے۔

گائے: یہ گائے جس کا بیان قرآن مجید میں مذکورہ ہوا وہ ایک ولی اللہ کی تھی چنانچہ ابن جریر نے سند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے، اتنی پوچھ گچھ کے بعد انہیں ایک خاص گائے ذبح کرنی پڑی اللہ تعالیٰ کی اس میں ایک عجیب حکمت تھی۔

ولی اللہ کی دعا

بنی اسرائیل کا ایک مرد صالح تھا اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا اس کے پاس گائے کا ایک بچہ تھا جسے وہ اپنے مرنے سے پہلے جنگل میں لایا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی۔ اے اللہ تعالیٰ میں اس گائے کے بچے کو اپنے بیٹے کے جوان ہونے تک تیرے پاس امانت رکھتا ہوں پھر اسے چھوڑ کر چلا آیا اور جب اس کا وقت اجل آیا تو مر گیا وہ بچھیا جنگل میں چرا کرتی، جو اسے دیکھتا اس سے دور بھاگ جاتی جب وہ لڑکا جوان ہوا تو بڑا نیک صالح ہوا والدہ کی بہت خدمت کرتا تھا وہ اپنی رات کے تین حصے ایک حصہ میں والدہ کی خدمت کرتا ایک حصہ میں سوتا اور ایک حصہ میں نماز پڑھتا اور صبح کے وقت محنت مزدوری کرتا جنگل میں جاتا لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور بازار جا کر فروخت کرتا اور اس کی قیمت کے تین حصے کرتا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ایک حصہ اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کرتا اور ایک حصہ خود کھاتا پیتا۔

گائے بولتی ہے

ایک دن اس کی والدہ نے کہا بیٹا تیرا باپ ایک گائے میراث میں چھوڑ گیا ہے فلاں جنگل میں اللہ تعالیٰ کے سپرد اور ضمانت میں ہے فلاں جنگل میں جا کر اس کو یہ کہہ کر آواز دے کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معبود! وہ گائے عطا فرما دے اس کی علامت یہ ہے کہ جب تو اسے دیکھے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ گویا اس کی کھال سے سورج کی شعاعیں نکل رہی ہیں چونکہ وہ گائے بہت خوبصورت اور زرد رنگ کی تھی اس لئے لوگ اسے سنہری

گائے بھی کہا کرتے تھے وہ نو جوان اپنی والدہ کے فرمانے کے مطابق جنگل میں آیا اس نے والدہ کی بتائی ہوئی نشانی کے مطابق گائے دیکھی جو گھاس چر رہی تھی پھر جیسے اس کی ماں نے اس کو بتایا تھا اسی طرح اس کو پکارا وہ گائے بحکم الہی دوڑ کر اس نو جوان کے سامنے آگئی نو جوان نے گائے کو گردن سے پکڑ لیا گائے بولی اے ماں کے فرمانبردار، خدمت گزار مجھ پر سوار ہو جا تجھے آرام ملے گا نو جوان نے گائے سے کہا میری والدہ نے فرمایا تھا کہ گائے کو گردن سے پکڑ کر لانا، سوار نہ ہونا، گائے نے کہا اے نو جوان اگر تو میرے کہنے پر سوار ہو جاتا تو پھر میں ہرگز تیرے قابو میں نہ آتی تیرا ماں کی اطاعت کے سبب اور مرتبہ ہے کہ اگر تو پہاڑ کو حکم دے تو وہ تیرے ساتھ چلنے لگے القصہ والدہ کے حکم کے مطابق وہ گائے لے کر گھر آیا۔

ابن ولی سے فرشتے کی گفتگو

ماں نے کہا بیٹا تو فقیر ہے، دن میں لکڑیاں لانے اور رات کو قیام کرنے میں تجھ پر سخت محنت و مشقت ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ اسے فروخت کر دے بچے نے والدہ سے قیمت پوچھی تو اس کی والدہ نے کہا تین دینار کی فروخت کر دے (اس وقت گائے کی عام قیمت یہی تھی) ساتھ ہی حکم فرمادیا کہ جب بیچنے لگے تو مجھ سے پوچھ لینا، نو جوان والدہ کے فرمانے کے بعد گائے کو بازار لے گیا ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھلانے کے لئے اور اس کو اپنی والدہ کی خدمت میں جانچنے کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیا اس نے قیمت پوچھی جو ان نے کہا تین دینار مگر شرط یہ ہے کہ اپنی والدہ سے پوچھ لوں فرشتے نے کہا مجھ سے چھ دینار لے لے اور گائے مجھے دیدے ماں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، اس نے کہا تو مجھے اگر اس کے برابر سونا بھی تول دے تب بھی میں اپنی والدہ کی رضا مندی کے بغیر نہیں دوں گا یہ کہہ کر اپنی والدہ کے پاس آیا اور کیفیت بیان کی ماں نے کہا جا چھ ہی دینار میں دیدے مگر خریدار سے میری رضا مندی کی شرط کر لینا۔ اس خریدار غیبی نے کہا تو اپنی والدہ سے نہ پوچھ

اور مجھ سے بارہ دینار لے لے، جو ان نے انکار کیا اور اپنی والدہ کے پاس آکر سارا قصہ بیان کیا، ماں نے کہا یہ فرشتہ ہے اور تیرا امتحان لیتا ہے اب اگر اس سے ملنا ہو تو اس سے پوچھنا کہ ہم اس گائے کو فروخت کریں یا نہ کریں۔ جب وہ نو جوان بازار گیا اور اس سے ملاقات ہوئی تو اس سے بیچنے کی بابت دریافت کیا، اس نے کہا اپنی والدہ سے کہنا ابھی اسے فروخت نہ کریں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام تم سے ایک مقتول کے معاملہ میں خریدیں گے تم اسے کھال بھر دینار سے کم فروخت نہ کرنا چنانچہ انہوں نے اسے فروخت نہ کیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر یہ امر مقدر فرمادیا تھا کہ یہ فلاں گائے ذبح کریں اس لئے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کے اوصاف پوچھتے رہے اور اللہ تعالیٰ اس گائے کے اوصاف بیان فرماتا رہا یہاں تک کہ اس کے تمام کمال اور اوصاف بیان کر دیئے گئے۔ یہ سب اس جوان کی نیک نیتی اور اپنی والدہ کی خدمت کا ثمرہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا اس پر فضل و کرم تھا۔ اور ولی اللہ کی کرامت۔ اس واقعہ کی مزید تفصیل اور تحقیق فقیر کے رسالہ ”بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم“ میں پڑھیے۔

دیگر حیوانات

گائے اور بھیڑیا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بینمراع فی غنمہ عدا الذئب فاخذ منها شاة فطلبہا الراعی فالنفت الیہ الذئب فقال من لها یوم السبع؟ یوم لیس لها راع غیری؟ وینما رجل یسوق بقرة قد حمل علیہا فالنفت الیہ فکلمته فقال: انی لم اخلق لہذا لکنی خلقت للحرث فقال الناس سبحان اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی او من بذالک وابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔ (بخاری شریف) (اصحاب بن اوس رضی اللہ عنہ، حجة اللہ علی العالمین ج ۱ ص ۷۳۴) ایک چرواہا اپنی

بکریوں میں تھا اتنے میں ایک بھیڑیا اس کی ایک بکری کو لے بھاگا چرواہا اس کے پیچھے لگا بھیڑیے نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا درندوں کے دن (جو قیامت کے قریب آئے گا) بکری کا چرانے والا میرے سوا کون ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ایک شخص گائے ہانک رہا تھا اس پر بوجھ لادھا گاٹے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا میں اس لئے نہیں پیدا ہوئی میں کھیتی میں کام کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہوں لوگ یہ حال دیکھ کر کہنے لگے سبحان اللہ! عجیب قدرت ہے گائے بات کرتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا اور (حضرت) ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بھی ایمان لائے۔

شیر بولا: حضرت علی بن عثمان جویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمہ اپنی عظیم الشان تصنیف ”کشف المحجوب“ میں ”ایثار کی حقیقت“ کے بارے میں لکھتے ہیں: ”میں نے حضرت احمد حماد سرخی علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں اپنے اونٹوں کو لے کر سرخس کے جنگلات میں چلا گیا کچھ مدت وہاں رہا اور میں ہمیشہ اس بات کو پسند کرتا تھا کہ میں خود تو بھوکا رہوں اور اپنا حصہ دوسرے کو دے دیا کروں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد میرے دل میں تازہ رہتا تھا کہ وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ“ اور دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ان کو حاجت ہو“ اور اس گروہ کے ساتھ میں بڑا اعتقاد رکھتا تھا چنانچہ ایک روز ایک بھوکا شیر جنگل سے آیا اور اس نے میرے اونٹوں میں ایک اونٹ کو مار ڈالا اور پھر بلندی پر چڑھ کر چنگاڑا اور جتنے درندے آس پاس تھے اس کی آواز سن کر اس کے قریب جمع ہو گئے پھر اس نے آکر اونٹ کو پھاڑا خود کچھ نہ کھایا اور بلندی پر چڑھ گیا اور وہ درندے لومڑی، گیدڑ، بھیڑیے وغیرہ سب اس میں سے کھانے لگے اور شیر وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو کر لوٹ گئے اب اس نے قصد کیا کہ تھوڑا سا خود بھی کھائے کہ ایک لنگڑی لومڑی دور سے نمودار

ہوئی شیر واپس لوٹا اور بلندی پر چڑھ گیا یہاں تک کہ وہ لومڑی جتنا کھا سکی کھا کر واپس چلی گئی اب شیر نے آکر تھوڑا سا کھالیا (حضرت احمد حماد سرخی علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں میں دور سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جب شیر واپس لوٹا تو فصیح زبان سے مجھے کہنے لگا اے احمد! لقمہ کا ایثار تو کتے بھی کر لیا کرتے ہیں مردان رب ذوالجلال تو اپنی جان اور زندگانی کا ایثار کرتے ہیں جب میں نے یہ دلیل دیکھ لی تو تمام دنیا سے ہاتھ اٹھالیا میری توبہ کی یہ ابتدا تھی۔

ہرن بول پڑا: حضرت داتا گنج بخش علی جویری علیہ الرحمہ ”کشف المحجوب“ میں لکھتے ہیں: حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ ایک مرتبہ اپنے لشکر کے ساتھ شکار کے لئے نکلے۔ اپنے لشکر سے جدا ہو کر ایک ہرن کے تعاقب میں دوڑے، اللہ تعالیٰ نے اس ہرن کو آپ کے ساتھ بات کرنے کی توفیق بخشی وہ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ کی طرف دیکھ کر نہایت فصیح زبان میں بولا ”الہذا خلقت او بھذا امرت“؟ کیا تم اس کام کے لئے پیدا کئے گئے یا اس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے؟ اس بات سے آپ اتنے متاثر ہوئے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی اور سب امور سلطنت ترک کر کے زہد و ورع کا طریقہ اختیار کر لیا۔

بیل غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

حضرت شیخ محمد بن قائد الایوانی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے مسائل کی بنیاد کس چیز پر قائم کی ہے؟ آپ نے جواب دیا صدق پر حتیٰ کہ مکتب کی تعلیم کے زمانے میں بھی میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا۔ ایک مرتبہ نو ذوالحجہ کو میں ایک دیہات کی جانب جا نکلا راستے میں اہل میں جوتے جانے والے ایک بیل نے میرا پیچھا کر کے کہا، اے عبدالقادر کہاں جاتا ہے؟ یہ سنتے ہی میں گھبرا کر بھاگ پڑا اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گیا وہاں سے دیکھا لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہیں

چھت سے اتر کر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے حصول علم کے واسطے بغداد جانے کی اجازت دیدیں۔ والدہ نے مجھ سے اچانک تبدیلی کا سبب دریافت کیا میں نے پورا واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا جس کو سن کر وہ روتی ہوئی کھڑی ہوئیں اور اسی دینار نکال کر فرمایا تمہارے والد نے یہ ورثہ چھوڑا ہے جس میں سے چالیس دینار تمہارے بھائی کے ورثے کے ہیں انہوں نے چالیس دینار میری گڈڑی میں سی دیئے اور رخصت کرتے وقت مجھ سے وعدہ لیا کہ میں کسی حال میں بھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور فرمایا جاؤ اب روز قیامت ہی تم سے ملاقات ہوگی۔ (قلائد الجواہر)

نوٹ: مزید واقعات کے لئے ”باب المعجزات والكرامات“ کا مطالعہ کیجئے۔

حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ:

جی تو چاہتا ہے کہ اس تصنیف میں ہر نبی علیہ السلام کا کمال علمی بیان کروں تاکہ منکرین کمالات انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کی بغاوت یا عداوت کا پردہ چاک ہو اور عوام یقین کر سکیں کہ یہ لوگ انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے کمالات بیان کرنے میں کتنے کنجوس ہیں چونکہ اس تصنیف کا موضوع جانوروں کی بولی اور ان کی گفتگو سے متعلق ہے اور اس بارہ میں زیادہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام مشہور ہیں اسی لئے یہاں صرف ان کا تعارف و تذکرہ عرض کرتا ہوں۔

سلیمان علیہ السلام کا علمی کمال

حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس صاحبزادے تھے ہر ایک نے شاہی کی وراثت کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک مکتوب مہر شدہ داؤد علیہ السلام کو بھیج دیا اس میں چند مسائل تھے اور لکھا تھا کہ تمہاری اولاد میں سے جو بھی صحیح جواب دے وہی تمہارے ملک کا وارث ہے داؤد علیہ السلام نے تمام صاحبزادوں اور اپنی شاہی کے تمام علماء و مشائخ کو بلایا اور وہ مسائل اپنے صاحبزادوں کے آگے رکھ دیئے وہ سوالات یہ تھے۔

☆۔ سب سے نزدیک تر کون سی شے ہے اور سب سے دور تر کون سی شے اور سب سے وحشت ناک تر کون سی شے ہے اور کس شے سے اسے انس زیادہ ہے؟ ☆۔ وہ کون سے دو ہیں جو قائم ہیں اور دیگر دو تلف اور دیگر دو دشمن ہیں؟ ☆۔ وہ کونسا کام ہے جس کے آخر میں اس کی تعریف کی گئی ہے۔ ☆۔ وہ کونسا کام ہے جس کا انجام مذموم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے تمام صاحبزادوں نے معذرت کی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر اجازت ہو تو ان کا جواب میں عرض کروں داؤد علیہ السلام نے اجازت بخشی تو سلیمان علیہ السلام نے کہا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ انسان کے قریب تر موت ہے اور سب سے بعید تر اس کا وہ تر کہ جو وہ مرنے کے بعد چھوڑتا ہے اور اس کے لئے زیادہ وحشت والا وہ جسم ہے جو روح سے خالی ہو جائے، جس سے اسے بہت زیادہ انس ہے وہ روح ہے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ جو دو قائم ہیں وہ آسمان اور زمین ہیں اور دو مختلف سے مراد دن اور رات ہے اور ایک دوسرے کے دشمن موت و حیات ہیں۔ تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ کام جس کا انجام محمود ہے وہ ہے حوصلہ بوقت غصہ چوتھے کا جواب یہ ہے کہ وہ کام جس کا انجام مذموم ہے وہ ہے تیزی جو بوقت غصہ آئے۔ جو داؤد علیہ السلام کے ہم نشین اکابر و مشائخ نے کتاب منزل من اللہ کے موافق جواب (از سلیمان علیہ السلام) پایا تو فرمایا کہ ان تمام صاحبزادوں پر سلیمان علیہ السلام کو فضیلت ہے لہذا شاہی ان کے سپرد کی جائے اس کے دوسرے دن حضرت داؤد علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو سلیمان علیہ السلام آپ کے جانشین ہوئے۔

سلیمان علیہ السلام کا کمال یا معجزہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا علاوہ دیگر کمالات کے یہ کمال بھی تھا کہ نہ صرف آپ حیوانات ان کی بولی سمجھتے تھے بلکہ ان کی مراد و مقصد بھی معلوم کر لیتے تھے۔

(روح البیان پارہ ۱۹)

فائدہ: یہ سلیمان علیہ السلام کا کمال تو ہمارے دور کے معتزلہ مان لیتے ہیں لیکن اپنے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایسے عقیدہ کو شرک کے فتویٰ سے داغدار کرتے ہیں ان کے اس غلط عقیدہ کے رد کے لئے فقیر کا رسالہ ”فیض الغفور فی علم مافی الصدور“ پڑھیے۔

قرآن سے ثبوت

سلیمان علیہ السلام کے اس کمال کا ثبوت قرآن مجید میں ہے اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا دعویٰ فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے
يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنَظِقَ الظَّالِمِينَ (انمل پ ۱۹)
ترجمہ: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ (کنز الایمان)

مکتہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ کمال و معجزہ ان کے دوسروں معجزوں کی طرح دائمی اور ان کے اختیار میں تھا بھلائے الہی اور باذنہ تعالیٰ یہی حال ہر نبی علیہ السلام کے معجزے اور ہر ولی اللہ کی کرامت کا ہے لیکن ہمارے دور کے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ نہ کسی نبی علیہ السلام کو کسی قسم کا اختیار ہے اور نہ کسی ولی کو۔ ان کے رد میں فقیر کی تصنیف ”التصرفات باذن اللہ وعطائہ“ کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”اختیار الكل لمختار الكل“ اور ”تیرے منہ سے نکلی بات ہو کر رہی“ کا مطالعہ کیجئے۔

فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کا جانوروں کی بولیوں کا جاننا آئندہ اوراق میں واقعات کے ضمن میں آئے گا (انشاء اللہ)

فائدہ: صاحب ”انسان العیوب“ فرماتے ہیں آیت میں مراد وہ پرندے ہیں جو اپنی بولی صاف لفظوں میں نہیں بتا سکتے نہ بہت سے پرندے ایسے بھی ہیں جو ان کی بولی سے مطلب صاف معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض کوؤں سے سنا جاتا ہے وہ کہتے ہیں (اللہ حق)

عجیب کو: ایک شیخ کامل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کوئے کو سورۃ مسجدہ تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ آیت سجدہ پر میں نے اس کوئے کو سجدہ کرتے بھی دیکھا اور سجدے میں کہتا تھا۔

”سجد لک سوادى و آمن بک فوادى“

ترجمہ: تیرے لئے میرے جسم نے سجدہ کیا اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا۔

صاحب روح البیان قدس سرہ نے فرمایا کہ کبھی الدرہ بھی صاف گفتگو کرتی ہے چنانچہ شیخ بکری ایک دوست کے گھر گئے فرماتے ہیں کہ مجھے الدرہ نظر نہیں آتا تھا لیکن اس سے صاف لفظوں میں سنا کہ وہ کہہ رہا تھا میرا حبیب بالشیخ البکری، اے شیخ بکری قدس سرہ خوش آمدید اور وہ اس کلمہ کو بار بار دہراتا رہا میں اس کی فصاحت پر متعجب ہوا۔

البوزرین پرندے کا قصہ

ایک شخص بغداد سے باہر کہیں جا رہا تھا اس کے پاس چار سو درہم تھے راستہ میں البوزرین پرندے پکے دیکھ کر ان درہم سے تمام خرید لیے واپس لوٹ کر ان کو پنجروں میں بند کر کے رکھ دیا رات کو ٹھنڈی ہوا سے وہ تمام مر گئے ان میں صرف ایک کمزور بچ رہا میں اپنی اس غلطی پر خوب رورور کر اللہ کو عرض کرتا تھا ”یا غیاث المستغیثین اغثنی“ اے فریادیوں کے فریادرس میری مدد فرما۔ ابو زریق کا چھوٹا بچہ میرے ساتھ ”یا غیاث المستغیثین اغثنی“ پڑھتا رہا لوگ اس کی آواز سن کر جمع ہو گئے اور اس کے ایسے فصیح الفاظ سن کر تعجب کرتے تھے اور پھر تو وہ ایک تماشہ بن گیا ایک دفعہ خلیفہ وقت کی لونڈی وہاں سے گذری اس کا یہ تماشہ دیکھ کر اس نے ایک ہزار درہم دے کر خرید لیا۔ (کذا فی حیوة الحیوان)

فائدہ: علامہ امام دمیری نے فرمایا البوزرین قیق کو کہتے ہیں یہ ایک پرندہ ہے جو کہ بوتر جتنا ہوتا ہے اسے شامی لوگ زریق کہتے ہیں اور وہ انسان سے بہت زیادہ مانوس ہوتا ہے اور تعلیم کو قبول کرتا ہے اور جو کچھ کہا جائے وہ سمجھ جاتا ہے۔

حکایت بلبل

سیدنا سلیمان علیہ السلام بلبل کے قریب سے گذرے جو درخت پر بیٹھ کر چچہاتی ہوئی ذکر کرتی اور سر ہلاتی تھی آپ نے اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے عرض کی اللہ اعلم و نبیہ اللہ تعالیٰ اور اس کا نبی جانے۔ (روح البیان صفحہ ۳۲۹، جلد ۶) فرمایا کہتی ہے:

کلت نصف تمرۃ فعلى الدنيا العفاء

بمعنی مٹی جب تم بھجور کا آدھا حصہ کھاؤ تو دنیا کے سر پر مٹی شاید بلبل اس وقت کچھ کھا کر فارغ ہوئی تھی

پھر یہی کلمہ پڑھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ قدیر دین حق والوں کا ہے الحمد للہ یہ عقیدہ اہل سنت کو نصیب ہے اور احادیث پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کا بھی یہی طریقہ تھا اس کی تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”اللہ ورسولہ اعلم“ اویسی غفرلہ فاختہ کی بولی

اس کے بعد فاختہ کی آواز سنی گئی آپ نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے

لَيْتَ ذَا الْخَلْقِ لَمْ يَخْلُقُوا

کاش مخلوق پیدا نہ ہوتی۔ شاید وہ اس وقت کسی مصیبت میں گرفتار تھی۔

طاؤس (مور) کی گفتگو

اس کے بعد مور بولا کہہ رہا تھا

”کما تدین تدان“

اس کے معنی یہ ہوئے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

ہد ہد بولا

اس کے بعد ہد ہد بولا اور کہہ رہا تھا

استغفروا اللہ یا مذنبون

اے مجرموں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ (روح المعانی ج ۱۰ حصہ دوم ص ۱۷۱)

چڑیا بولی

چڑیا بھی مذکورہ بالا فصاحت کرتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چڑیا کو قتل کرنے سے روکا ہے لیکن اس سے ایک خاص چڑیا مراد ہے جو عام طور پر باقی چڑیوں سے بڑی اور چھوٹی چڑیوں کا شکار کرتی ہے اس کا طریقہ شکار یہ ہے کہ ہر پرندے کی بولی بولتی ہے تو وہ پرندہ اس کے قریب ہو جاتا ہے جب اسے اپنے قریب پاتی ہے تو اسے جھپٹ لگا کر کھا لیتی ہے۔ ہد ہد کی دوسری بولی: ایک روایت میں یہ ہے کہ ہد ہد کہتا ہے:

من لا یرحم لا یرحم

جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ ان دو مختلف قولوں میں تطبیق یوں کی

جاسکتی ہے کہ وہ کبھی پہلی بولی بولتا ہے کبھی دوسری۔

طیطوی اور طوطے کی بولی

طیطوی کہتا رہتا ہے کل حی میت وکل جدید بال ہرزندہ نے مرنا ہے اور ہر نئے نے پرانا ہونا ہے۔ کشف الاسرار میں یہ کلمات طوطے کی طرف منسوب کیے ہیں۔

چمگاڈر کی بولی

چمگاڈر بولتا ہے قدموا خیرا تجدوہ نیکی کرو اس کا پھل پاؤ گے اور الکشف میں ہے

چمگاڈر کہتا ہے الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور سورہ کے آخر میں

وَلَا الضَّالِّينَ کو ایسے پہنچ کر پڑتا ہے جیسے ہمارے قاری پڑتے ہیں۔ (روح المعانی ج ۱۰ حصہ دوم ص ۱۷۲)

فائدہ: خطاف (بضم الخاء المعجمة) بروزن زمان اس کی جمع خطاطیف ہے اسے زوار البہد کہا جاتا ہے یہ ان پرندوں میں سے ہے جو انسانوں کی طرف پہنچ کر آتے ہیں اور بہت طویل سفر کرتے ہیں اسی وجہ سے اسے انسانوں سے بہت انس ہے اسے عموماً لوگ عصفور الجنة یعنی بہشت کی چڑیا کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں کے ہاں رکھی ہوئی چیز کی لالچ نہیں کرتا اسی لیے لوگ اس سے انس کرتے ہیں یہ پھر اور کھویوں پر گذرا کرتا ہے۔

قمری کی آواز

قمری کہتی ہے سبحان ربی الاعلیٰ پاکی ہے بلند مرتبہ خدا تعالیٰ کے لئے۔ (روح المعانی)

رخمہ یا کبوتر کی بولی

کبوتر کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام نے خبر دی کہ وہ کہتا ہے۔ سبحان ربی

الاعلیٰ ملء سمانہ وارضہ،

اللہ تعالیٰ کی پاکی زمین و آسمان کے برابر ہے

فائدہ: رخمہ ایک گونگا بہرہ پرندہ ہے جو نہ سنتا ہے نہ بولتا ہے۔

نکتہ: ہاسی لیے حکماء کہتے ہیں کہ رخمہ طویل العمر اسی لئے ہے کہ وہ بولتا نہیں کم بولنے سے سلامتی عمر اور

برکت نصیب ہوتی ہے۔

چیل کی بولی

چیل کہتی ہے "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا اللَّهَ. اللَّهُ كَسَوَاسِبٍ كُوفًا"۔
حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے فرمایا:۔

بہرائیں مردار چندت کاہ زاری کاہ زو

چوں غلیو اجی کہ شش مہ مادہ و شش مہ نرست

ترجمہ: (اس مردار دنیا) پر کب تک فریفتہ رہے گا کہ کبھی کیسے اور کبھی کیسے جیسے چیل چھ ماہ مادہ رہتی ہے اور چھ ماہ نر۔

قطاہ کی بولی

قطاہ کہتا ہے۔ من سکت مسلم۔ جو خاموش رہا سلامتی میں رہا۔

فائدہ: قطاہ میامہ جتنا ہے چونکہ وہ اس کی بولی بولتا ہے اس کو اسی وجہ سے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے اس لیے وہ جب بولتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ کہہ رہا ہے قطا قطا۔

فائدہ: ابن ظفر نے فرمایا کہ یہ پرندہ اپنے بچے گھونسلے میں چھوڑ کر دس یا اس سے زائد دنوں تک پانی کی تلاش میں رہتا ہے اور پانی صبح سے طلوع شمس کے درمیان لیتا ہے اس کے بعد اپنے گھونسلے میں لوٹتا ہے تو بھولتا نہیں اس لیے اس پر عرب کی مثال مشہور ہے "أهدى من قطاة" قطاہ پرندے سے زیادہ راہ جانتا ہے۔

طوطے کی بولی

بیغا کہتا ہے "ویل لمن كانت الدنيا" خرابی ہو اسے جس کی مراد صرف دنیا ہی ہے۔
بیغا سے مراد طوطی ہے۔

فائدہ: حیوۃ الحیوان میں ہے بیغا وہ سبز پرندہ یعنی طوطا۔

باز کی بولی

کاشفی مرحوم نے لکھا کہ باز کہتا ہے "سبحان ربی العظیم وبحمدہ" عظیم الشان پروردگار کی پاکی اس کی حمد کے ساتھ۔

فائدہ: حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ بازی ہمیشہ مؤنث ہی ہے اس کا نر گدھ کے ایک قسم اور شاہین سے ہوتا ہے اسی لیے یہ مختلف شکلوں میں ہوتا ہے یہ تمام جانوروں سے متکبر ہے اور اس میں نرمی بہت

کم ہے۔

ہزار داستان کی بولی

ہزار داستان کہتا ہے "اذکروا لله یا غافلون" اے غافلوا اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔
دلبر خیز و طاعت کن کہ طاعت بہر کارست

سعادت آن کسے دارد کہ وقت صبح بیدارست

ترجمہ: اے دل اٹھ عبادت کر اس لیے کہ عبادت سے بہتر اور کوئی کام نہیں وہی سعادت مند ہے جو صبح بہت جلد اٹھتا ہے۔

مرغ کی بولی

مرغ کہتا ہے "قم یا ایہا الغافل" اے غافل اٹھ کھڑا ہو۔

خروسان در بحر گویند قم یا ایہا الغافل تو از مستی نمی دانی داند کہ اود اند کہ ہوشیارست

ترجمہ: اے غافل اٹھ کھڑا ہو مجھ کو گئی ہے تو مستی سے نہیں جانتا اے خبر ہے جو ہوشیار ہے۔

سلیمان علیہ السلام کا مرغ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سفید مرغ تھا حدیث شریف میں ہے کہ وہ سفید مرغ میرے دوستوں کا دوست اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے (کذا فی الوسیط) یہی مرغ غافرشے کو دیکھ کر آواز دیتا ہے اور گدھا شیطان کو دیکھ کر ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے۔

گدھ کی بولی

گدھا اپنی بولی میں کہتی ہے "یا ابن آدم عش ما شئت آخرک الموت"

اے آدم زادے جتنا چاہو زندگی بسر کرو آخر تم نے مرنا ہے

فائدہ: اس وجہ مناسبت سے گدھ کو طویل عمر نصیب ہوئی ہے یہاں تک کہ یہ ایک ہزار سال تک رہ سکتی ہے اور اڑنے میں بہت تیز اور اس کے پر بھی بہت بڑے مضبوط ہیں یہاں تک کہ وہ دن میں مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت طے کر لیتی ہے اور عام پرندوں میں سے سب سے بڑا پرندہ ہے اسے تمام پرندوں میں سے عجوبہ کہا گیا ہے۔ (کذا فی حیوۃ الحیوان)

عقاب کی بولی عقاب کہتا ہے "فی العبد عن الناس انس"

لوگوں سے دور رہنا اچھا ہے۔

مینڈک کی بولی

مینڈک کہتا ہے ”سبحان ربی القدوس“ پاکی ہے پروردگار اقدس کو۔ یا کہتا ہے سبحان المعبود فی لجج البحار معبود کی پاکی دریا کی گہرائیوں میں۔ حکایت داؤد علیہ السلام

سیدنا داؤد علیہ السلام کو گمان تھا کہ ان جیسی اللہ تعالیٰ کی مدح و ثناء اور کوئی نہیں کرتا ہوگا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر اور کوئی حمد گوہو سکتا ہے اللہ نے فرشتے بھیجا جب کہ آپ حجرے میں محو ذکر خدا تھے اور آپ کے قریب ایک پانی کا گڑھا تھا فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے داؤد اس گڑھے والے مینڈک سے سنیے وہ کیا کہہ رہا ہے آپ نے خاموشی سے اس کی طرف کان لگائے تو وہ کہہ رہا تھا۔ سبحانک وبحمدک منتہی علمک

یا اللہ تیری پاکی اور تیری حمد تیرے منتہی علم کے مطابق فرشتے نے پوچھا اے داؤد علیہ السلام اب آپ کا کیا خیال ہے آپ نے فرمایا بخدا اس جیسی میں نے کبھی حمد نہیں کی۔

مینڈک نہ مارو

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مینڈک کو نہ مارو اس لیے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو یہ گڑھے میں پانی لے کر آگ بجھاتا تھا اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ پانچ جانوروں کو نہ مارو

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ جانوروں کے قتل سے روکا ہے۔ ☆ چوٹی ☆ شہد کی مکھی ☆ مینڈک ☆ خاص چڑیا ☆ ہدھو و رشان کی بولی

ورشان کہتا ہے ”للدو للموت وابنوا للخراب“ موت کے لئے تیار رہو اور ویرانی کے لئے مکان بناؤ۔ یعنی فنا ہی فنا ہے۔

عجوبہ: الورشان فاختہ و حمامہ کے درمیان ایک پرندہ ہے جسے اولاد سے بہت پیار ہوتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے بچوں کو کوئی اٹھا لے تو اپنے آپ کو مار دیتا ہے۔

تیتڑ کی بولی

تیتڑ کہتا ہے الزَّكْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى رَحْمَنُ ابْنِ شَان کے لائق عرش پر مستوی ہے۔ گدھے کی بولی

گدھا بولتا ہے اَللّٰهُمَّ لَعْنِ الْعِشَاء (اے اللہ عشاء پر لعنت بھیج) فائدہ: بعض نے یہ کلمات کوئے کی طرف منسوب کیے ہیں۔

گھوڑے کی بولی

جب جنگ کی دو صفیں آمنے سامنے ہوتی ہیں گھوڑا کہتا ہے:

مَسْبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔ پاکی والا، تقدیس والا وہ ملائکہ اور روح کا پروردگار ہے۔

زرزر کی بولی

زرزر کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ قُوۡتَ یَوْمِ بَیۡوَمٍ یَّارِزَاقِ

اے روزی رساں میں صرف تجھ سے ہر دن کی روزی مانگتا ہوں

زرزر کی بولی: باریک آواز والا پرندہ یہ ایک چڑیا کی قسم ہے اس کی اپنی آواز پر اس کا نام زرزر ہے زرزر بمعنی (مخصوص آواز) حضرت مولانا روم قدس سرہ نے اپنے اشعار میں فرمایا: شیخ مرغانت لک لک کش دانی کہ چست

الحمد لک والا مرلک والملک لک یا مستعان

ترجمہ: تمہیں معلوم ہے کہ تمام پرندوں کا مرشد کون ہے وہ ہے جو تین بار لک بولتا ہے مثلاً کہتا ہے الحمد لک، حمد تیرے لیے۔ الامر لک (حکم) تیرے لیے۔ الملک لک تیرے لیے اے مستعان۔

بوم کا وعظ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام پرندوں سے بنی آدم سے بڑھ کر ناصح اور مشفق الو سے اور کوئی جانور نہیں جب وہ ان کو آپس میں جھگڑتا دیکھتا ہے تو کہتا ہے: اَیْنَ الدِّیۡنِ یَتَنَعَّمُوۡنَ فِی الدُّنْیَا وَیَسْعَوْنَ فِیۡهَا وَیَلِیٰ

لبنی آدم کیف ینامون وامامهم الشدائد

کہاں ہیں وہ جو دنیا فانی سے متمتع رہے اور اس کے جمع کرنے کی کوشش میں رہے بنو آدم کے لئے افسوس ہے کہ وہ سوتے کیوں ہیں جب جانتے ہیں آگے شدید تکالیف ہیں آخر میں کہتا ہے:

تزوودوا غافلون وتاهبوا لسفرکم

اے غافلوزادراہ تیار کرو اور سفر کی خوب تیاری کرو۔ حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ نے فرمایا۔

دع التکاسل تغنم فقد جرى مثل کہ زادراہ رواں چتیت وچالاکی ترجمہ: سستی چھوڑ غنیمت سمجھ وقت کو اس لیے کہ یہ مثل مشہور ہے کہ سفر کا زادراہ چستی وچالاکی ہے۔

پرنده کی سلیمان علیہ السلام کی کچھری میں حاضری

ایک پرنده حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ عرض کی آپ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے سب نے عرض کی آپ خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ اے بنی اسرائیل پر مسلط بادشاہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کرامت بخشی ہے اور دشمنوں پر آپ کو غلبہ بخشا ہے میں اب اپنے بچوں کے ہاں جارہا ہوں عنقریب واپس آؤں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے انتظار کیا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہو گیا اور سلیمان علیہ السلام کو سلام عرض کر کے کہا اجازت ہو تو میں اپنے بچوں کے لئے دانہ لاؤں بلکہ ان کو کھلا پلا کر حاضری دوں پھر جو حکم ہوگا بجالاؤں گا آپ نے اسے کلی اجازت بخش کر حاضرین کو اس کا سارا ماجرا سنادیا۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا کمال

پرندوں اور وحشیوں کی آوازیں اور تمام اکوان کے حرکات اللہ تعالیٰ کے خطابات ہیں جو اس نے اپنے پیارے محبوبوں، انبیاء مرسلین و اولیاء، عارفین سے خطاب فرمایا یہی حضرات ان کی بولیوں کو سمجھتے ہیں اس لیے کہ یہ ان کے احوال ان کے مفہوم کو سمجھ جاتے ہیں یہ بھی سمجھنا الہام ربانی کے اعتبار سے ہوتا ہے جو ان کے قلوب میں وارد ہوتا ہے یہ نہیں کہ وہ بعینہ ان کی بولیوں کو جانتے ہیں۔ (روح البیان)

فائدہ: جیسے بھی ہو اولیاء کرام ان کی بولیوں سے باخبر ہوتے ہیں بلکہ حضرت عثمان مغربی فرماتے ہیں جو اللہ سے جمیع احوال میں صدق و صفائی رکھے تو اس کی بات کو ہر شے سمجھتی ہے اور وہ بھی ہر شے کی بات کو سمجھتا ہے جیسے طبل بجنے پر ہر ایک کو کوچ اور نزول کا علم ہو جاتا ہے اللہ اپنے مخصوص بندوں کو سماع اصوات و شہود احوال مرئیات کے فنون کا علم عطا فرماتا ہے۔

(روح البیان پارہ ۱۹، النمل صفحہ ۷۱۵)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہوئے تو تمام حیوانات نے مبارکباد دی اور رخصت عالیہ میں حاضر ہوئے سوائے چیونٹی کے یہ آپ کو مبارکباد دینے کی بجائے تعزیت کر رہی تھی سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کو جھڑکا اس نے کہا میں آپ کو کیسے مبارکباد دوں جبکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس سے دنیا سمیٹ لیتا ہے اور آخرت کی طرف اسے لگا دیتا ہے لیکن اے سلیمان علیہ السلام رات دن دنیا میں متغرق ہیں تو پھر یہ مبارکباد کی بجائے تعزیت کے زیادہ حقدار ہیں۔ (ذکرہ السیوطی فی فتاویٰ) (روح البیان)

قرآن مجید میں چیونٹی کا قصہ

حضرت سلیمان علیہ السلام تخت نشین ہو کر ہوائی تخت پر سفر فرماتے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَاسْلُكُنَا الرَّيْجَ عُدُوْهَا شَهْرًا وَرَوَّاحُهَا شَهْرًا وَأَسَلْنَا لَهُ

عَيْنَ الْقِطْرِ وَمَنْ الْجِنُّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا

نُذِرُهُ مِّنْ عَذَابِ السَّعِيرِ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُونَ مِنْ تَحَابُّبٍ وَتَمَّائِيلٍ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

وَقُدُورٍ رَّسِيَّتٍ اور سلیمان علیہ السلام کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیکھیں۔

لشکر سلیمانی کی تعداد

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تین سو میل لمبا اور تین سو میل چوڑا تھا کچھتر میل پر انسان کچھتر میل پر جنات اور کچھتر میل پر پرندے اور کچھتر میل پر وحشی جانور پھیلے ہوتے تھے اور آپ کے ایک ہزار شیشے کے بنگلے تھے جو ککڑیوں پر تیار کیے گئے تھے اس میں آپ کی تین سو منگو حیات اور سات سو

کنیزیں رہائش پذیر تھیں آپ کے لئے جنات نے تین میل لمبا اور تین میل چوڑا سونے کا قالین (فرشی) تیار کیا اسکے درمیان میں آپ کا سونے کا منبر بچھایا جاتا اس پر آپ رونق افروز ہوتے اس کے ارد گرد سات لاکھ سونے اور چاندی کی کرسیاں بچھائی جاتیں سونے کی کرسیوں پر آپ کے نائبین اور چاندی کی کرسیوں پر علماء بیٹھتے ان کے ارد گرد انسان اور ان کے ارد گرد جنات و شیاطین بیٹھتے اور اس نوری جماعت پر پرندے پر بچھاتے کہ ڈڑہ بھر بھی سورج کی کرن ان پر نہیں پڑتی تھی اس پورے لشکر کو ہوا اٹھا کر چلتی جو ایک ماہ کے برابر سفر کرتی رہتی تھی۔

حال سفر سلیمانی

ایک دفعہ دوران سفر آپ کا گزر چیونٹیوں کے علاقہ سے ہوا جسے اللہ تعالیٰ

نے بیان فرمایا: حَتَّىٰ إِذَا اتَوَاعِلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ فَبَتِمَتُمْ صَاحِبَكُمْ مِّنْ قَوْلِهَا إِلَايَةِ (النمل پ ۱۹)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے (وادی) پر آئے، ایک چیونٹی بولی، اے چیونٹیاں! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں، تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔ (کنز الایمان)

فائدہ: جب چیونٹی نے لشکر کو دیکھا کہ سلیمان علیہ السلام لشکر سمیت ان کی وادی کی طرف متوجہ ہیں تو چیونٹی بھاگی اور وہ تمام موجودہ چیونٹیاں بھی متنبہ ہو گئیں اس کے پیچھے تمام چیونٹیاں دوڑیں۔

لطیفہ: امام فخر الدین علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت قتادہ کوفہ میں تشریف لائے آپ نے اعلان کیا کہ مجھ سے جو چاہو پوچھو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس وقت نوجوان تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا ان سے سوال کرو کہ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ حضرت قتادہ سے سوال کیا گیا تو جواب نہ دے سکے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا وہ مادہ تھی اس لیے کہ اس کا فعل قتالت (مؤنث) ہے اگر نر ہوتی تو قتال کہا جاتا۔ (تفسیر کبیر ج ۸ حصہ دوم ص ۵۳۸)

عجوبہ: یہ چیونٹی لشکر تھی اس کے دو پر تھے جو مرغ یا شتر کے پروں کے برابر تھے یا بھیڑیے کے قد

کے برابر اور وہ چیونٹیوں کی ملکہ یعنی سردار تھی اس کا نام منذرہ یا طاحیہ یا جرمی تھا اس کا یہ نام توراۃ یا انجیل یا کسی صحیفہ میں لکھا ملتا ہے اور اس کا یہ نام اللہ نے رکھا یا سلیمان علیہ السلام سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اس نام سے موسوم کرتے چلے آئے۔ اس کا نام اس کے بولنے کی وجہ سے مشہور ہوا اور نہ چیونٹی کے علمیہ اسماء کہے اور نہ ہی چیونٹیاں ایک دوسرے کو خاص نام سے موسوم کرتی ہیں اور نہ ہی انسانوں کو ان کی شکلوں سے پہچان ہوتی ہے یہ فلاں ہے اور وہ فلاں اور نہ ہی اپنا نام آدم کے ماتحت ہیں کہ انہیں اپنے گھوڑوں اونٹوں وغیرہ کی طرح نام سے یاد کریں۔

(التعریف والاعلام للسهلی علیہ الرحمہ)

مدینہ منورہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی حاضری

صاحب روح البیان علیہ الرحمہ صفحہ ۳۳۳ جلد ۹ مطبوعہ استنبول جدید میں لکھتے ہیں:

سلیمان علیہ السلام مدینہ پاک سے گزرے:

مدينة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم فقال هذه دار هجرة

نبی آخر الزمان طوبی لمن آمن به وطوبی لمن اتبعه .

تو فرمایا یہی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے اسے مبارک ہو جو آپ پر ایمان لایا اور اسے جو آپ کی فرمانبرداری کرے یا اسے جو آپ کی اقتداء کرے فائدہ: یہ وادی واد النمل سے ان کی کثرت کی وجہ سے موسوم ہے یہ ایسے ہے جیسے کہا جاتا ہے بلاد الشلج برفانی شہر ہے یہاں پر شام کے علاقہ کی ایک وادی ہے یا طائف میں یہ وادی واقع ہے کیونکہ وہاں چیونٹیاں بکثرت ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہاں چھوٹی چیونٹیاں مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہاں کی چیونٹیاں بھیڑیے اور عربی اونٹوں جتنی موٹی تھیں بعض نے کہا کہ وہاں کی وادی میں جن رچے تھے جن پر چیونٹیاں سواری کرتی تھیں۔

ہوا پر شاہی اور ہر آواز کا سننا

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تیز ہوا کو حکم تھا کہ وہ آپ کے تحت کو اٹھائے اور نرم ہوا کو

حکم تھا کہ وہ اسے چلائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے سلیمان علیہ السلام آپ زمین و آسمان کے درمیان چلتے وقت زمین کی آوازیں سن سکتے ہیں اس کا حکم ہم نے ہوا کو فرما دیا ہے۔

فائدہ: اس سے ہمارا استدلال ہے کہ محبوبان خدا دور سے اللہ کی دی ہوئی قوت سے سن سکتے ہیں۔

سوال: چیونٹی کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ لشکر سلیمانی ہے اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ہیں۔

جواب : سب کو معلوم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی فرمانبرداری کا حکم جیسے انسانوں کو تھا ایسے ہی جملہ حیوانات اور پرندوں کو بھی تھا اور یہ چوٹی بھی منجملہ انہی میں سے تھی اور قاعدہ ہے کہ جو کسی کی اطاعت پر مامور ہوتا ہے وہ اسے جانتا بھی ہے۔

چیونٹی کے فہم واذکاء کا بیان

چیونئی دوسرے جانوروں سے زائد فہم رکھتی ہے مثلاً اسے معلوم ہے کہ سردیوں کے لئے
 اناج جمع کر کے رکھنا ہے کہ وہ دانوں کو دو ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ اسے دو ٹکڑے نہ کیا جائے تو وہ اگ
 آتا ہے یہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا ایسے وہ کبیرہ کے دانہ کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ
 اسے چار حصے نہ کیا جائے تو پھر دوبارہ اگ آتا ہے یہ بھی چیونئی کے فہم کی اعلیٰ دلیل ہے اس کے
 باوجود اگر دانے پر پانی کی تری پڑ جائے تو اسے باہر لے جا کر دھوپ میں سکھاتی (خشک کرتی ہے)
 تاکہ یہ دانہ دوبارہ اُگنے کے لائق نہ رہے کیونکہ خشک دانہ پر پانی پڑ جائے تو وہ اُگنے کے لائق بن جاتا
 ہے۔

اس کے تفصیلی دلائل تو فقیر نے اپنی کتاب ”التحقیق السعید فی السماع عن البعید“ میں لکھے ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پراکتفا کیا جاتا ہے۔
چیونٹی کے انڈے

چیونٹی کے انڈے

حیوانہ الحیوان میں ہے کہ چیونٹی دوسرے جانوروں نہ مادہ کی طرح جھنڈی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس میں نہ مادہ کی کیفیت ہوتی ہے ان کے تو والد و ناسل کا قصہ یوں ہوتا ہے کہ ہر چیونٹی سے معمولی سی کوئی شے زمین پر گرتی ہے تو وہ شے پھر بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ وہ انڈے کی شکل اختیار کر لیتی ہے پھر اسی سے ہی چیونٹی کے بچگان پیدا ہوتے ہیں۔

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ یہ لایحظ طبعاً کے حال سے ہے یعنی ان کا یہ حال بمعنی روندنا ان سے
 لا شعوری سے ہو سکتا ہے کیونکہ جب وہ معلوم کر لیں گے تو ہرگز نہیں کریں گے اس لیے کہ حضرت سلیمان
 علیہ السلام اور آپ کے لشکر کے عدل و فضل کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کو روند سکتے ہیں نہ اس سے
 بڑے جانوروں کو روندتے ہیں نہ اس سے چھوٹے کو۔

چیونٹی کا پاک عقیدہ

گویا چیونٹی کا عقیدہ تھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ظلم و ایداء سے معصوم ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ یہ عمل ان سے سبھا ہو چیونٹی کے اس عقیدہ کی نفیر لشکر حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے کہ اس کے لئے بھی اللہ نے فرمایا:

شکرِ سلیمانی اور لشکرِ محمدی کا فرق

لشکرِ سلیمانی کے لئے اس فعل کا استثناء چیونٹی نے کیا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا استثناء خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس سے فرق خود ہی معلوم کیجئے کہ لشکرِ محمدی کو لشکرِ سلیمانی پر کتنی فضیلت حاصل ہے ایسے ہی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ نبیاء علیہم السلام پر فضیلت ہے۔

سليمان عليه السلام کا دور سے سننا

مردی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کا یہ مقولہ تین میل سے سن لیا تھا ہوانے آپ تک یہ آواز پہنچائی۔

فائدہ: ہوا ہر آواز کو ہر ایک کان میں پہنچاتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تخصیص یوں ہوئی کہ آپ کو ہر آواز مطلب کے مطابق پہنچنے کے بعد سمجھ آ جاتی تھی اور بہت بڑی دوری کے لئے مائل نہ تھی بخلاف ہمارے کہ آواز ہم کو تو پہنچ رہی ہے لیکن۔۔۔ **فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا** پس سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی بات سے ہنسنے لگے اس سے سلیمان علیہ السلام کے ہنسنے کا مبالغہ کیا بیان ہے کہ ان کے ہنسنے کا انتہائی مرتبہ یہی تھا دوسرے عوام جیسا ہنسانہ تھا کہ ان کے ہنسنے کا انتہا تھقہ ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے تھقہ نہیں ہوتا یہ ان کی شان کے خلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کی ہنسی کا انتہا یہی تبسم ہے اور **ضَاحِكًا** حال مقدورہ یا مؤکدہ ہے اب معنی یہ ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کے کڈرنے ڈرانے سے تعجب کرتے ہوئے تھے۔

سُئلہ: یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہنسنا تبسم تک محدود ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی

نئی چیز دیکھتا ہے یا انجانو بہ سنتا ہے تو متعجب ہو کر ہنستا ہے۔

فائدہ: بعض مفسرین نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کا ظاہر تو چیونٹی کی کیفیت عجیبہ سے ہنستا تھا لیکن درحقیقت اپنی حاصل کردہ قوت پر خوشی کر رہے تھے کہ اس کریم نے مجھے چیونٹی کی بات سمجھنے اور دور سے سننے کی توفیق بخشی اور اظہار فرحت مطلوب تھا کہ اس مالک نے مجھے بہترین لشکر عطا فرمایا ہے کہ جس کے تقویٰ و شفقت کا اعتراف چیونٹیوں تک ہے۔

نکتہ: ہم نے یہ تقریر اسلام کے اس قاعدہ سے سمجھی ہے کہ نبی علیہ السلام دنیوی امور کے لئے نہیں ہوتے بلکہ انہیں دینی امور سے فرحت اور خوشی ہوتی ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے راکٹ کا بریک

مروی ہے کہ چیونٹی نے صرف لشکر کی آواز سنی اسے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ لشکر آسمان پر ہے یا زمین پر اس لیے اس نے عمومی حیثیت سے کہہ دیا شاید لشکر زمین پر ہے اے چیونٹیوں بتوں میں گھس جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم فرمایا کہ تخت روک لے یہاں تک کہ چیونٹیاں بلوں میں داخل ہو جائیں چنانچہ آپ کا تخت وہیں تین میل دور رک گیا پھر جب تک تمام چیونٹیاں بلوں میں داخل نہ ہو گئیں تخت روانہ نہ ہوا۔

لشکر زمین پر چل رہا تھا

الوسیط میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے بعض سوار یوں پر تھے اور بعض پیدل چل رہے تھے اسی لیے چیونٹی کو اپنے لشکر کے روندے جانے کا خطرہ ہوا اس تقریر پر یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا کی تغیر کا معجزہ عطا نہیں ہوا تھا کیونکہ لشکر اگر آسمان پر ہوتا تو چیونٹی خوف نہ کھاتی۔

مکالمہ سلیمان علیہ السلام بہ مکمل

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ چیونٹی کو میرے ہاں لاؤ چنانچہ چیونٹی حاضری گئی تو ذیل کا مکالمہ (گفتگو) ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: اے چیونٹی کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا لشکر کسی پر ظلم و ستم نہیں کرتا۔

چیونٹی: بیشک میرا عقیدہ یہی ہے کہ آپ کا لشکر ظلم و ستم نہیں کرتا لیکن چونکہ میں ان سب کی سردار ہوں اسی لیے میرا فرض منصبی تھا کہ میں انہیں ہر شیب و فراز سے آگاہ کروں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ لشکر تو آسمان پر تھا تو پھر ان سے روندنے کا

طرزہ کیسا۔

چیونٹی: معلوم تھا لیکن میں نے سمجھا کہ میرا لشکر آپ کے لشکر کی شوکت کو دیکھ کر دنیوی مشاغل میں مشغول ہو جائیں گے اس طرح ذکر الہی سے محروم ہو جائیں گے ان کے روندے جانے سے ظاہری معنی مراد نہ تھا بلکہ باطنی معنی مراد ہے کہ ذکر الہی سے محرومی باطنی طور پر تباہی و بربادی ہی بربادی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: اے چیونٹی تیری اس تقریر سے تیری قدروقیمت میرے دل میں بڑھ گئی ہے لہذا میرا جی چاہتا ہے تو مجھے کوئی پند و نصیحت سنادے۔

چیونٹی: آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد گرامی کا نام داؤد علیہ السلام کیوں رکھا گیا حضرت سلیمان علیہ السلام: نہیں۔

چیونٹی: آپ کے والد کا اسم گرامی داؤد علیہ السلام اس لیے رکھا گیا کہ انہوں نے زخمی دل کا دوا (علاج) کیا گویا ان کا نام ”داؤد جراحۃ قلبہ“ کا مخفف ہے پھر چیونٹی نے سوال کیا کہ اے سلیمان علیہ السلام کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا نام سلیمان علیہ السلام کیوں ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام: نہیں۔

چیونٹی: اس لئے کہ آپ سلیم الصدرو القلب ہیں گویا سلیمان علیہ السلام انہی الفاظ کا مخفف ہے۔

چیونٹی کے لشکر اور اس کی سلطنت کا حدود دار بعد:-

کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے پوچھا کہ تمہاری سلطنت کا حدود دار بعد اور تمہارے لشکر کی تعداد کتنی ہے؟ چیونٹی نے عرض کی کہ لشکر کی نگرانی کے لئے میں چار ہزار کو توال رکھتی ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے ماتحت چہل ہزار نقیب ہیں پھر ہر ایک نقیب کے تحت چہل ہزار چیونٹیاں رہتی ہیں۔

چیونٹیاں زمین پر کیوں

حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے فرمایا کہ تو اپنے لشکر سے باہر کیوں نہیں جاتی

چیونٹی نے عرض کی اے پیارے نبی علیہ السلام مجھے روئے زمین کا اختیار دیا گیا لیکن میں نے لشکر ادا صرف اس لئے کہ مجھے اپنے لشکر رعیت کو چھوڑ کر کہیں جانا گوارا نہیں بلکہ عرض کی کہ اے دروکار عالم ہمیں زیر زمین رکھنا تاکہ تیرے سوا ہمیں کوئی نہ جانے اور ہم بھی تیرے سوا کسی کو نہ

سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی سے نصیحت پذیر ہونا

سیدنا سلیمان علیہ السلام سے چیونٹی نے کہا کہ آپ بھی تو مجھے بتادیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی کوئی نعمت عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو میرے تابع کر دیا ہے میں صبح کو مشرق میں ہوتا ہوں اور شام کو مغرب میں۔ چیونٹی نے کہا یہ تو کوئی بڑا کمال نہیں بلکہ اس میں تو اشارہ ہے کہ آپ کی شاہی کی مثال یہی ہے کہ گویا ہوا پر سہارا ہے۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

نہ بر باد رفتی سحر گاہ و شام
سریر سلیمان علیہ السلام

بآخر ندیدی کہ بر باد رفت
خنک آنکہ باد آتش و دادر فت

ترجمہ: کیا سلیمان علیہ السلام کا تخت صبح و شام ہوا پر نہیں چلتا تھا لیکن انجام کیا ہوا یہی کہ وہ مٹ کر رہ گیا لہذا خوش قسمت ہے وہ انسان جو انصاف اور انصاف سے زندگی گزار گیا۔
نوٹ: اس کا اکثر مضمون تفسیر روح البیان سے ماخوذ ہے ترجمہ اویسی غفرلہ موسوم بہ فیوض الرحمن پارہ ۹ اسورۃ النمل۔

فوائد: اس واقعہ چیونٹی سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

☆..... چیونٹی کی آواز کو تین میل کی دوری سے سن لیتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی بصارت و سماعت کو عام انسانوں کی بصارت پر قیاس نہیں کر سکتے بلکہ حق یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا سننا اور دیکھنا اور دوسری طاقتیں عام انسانوں کی طاقتوں سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوا کرتی ہیں۔

☆..... چیونٹی کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ چیونٹیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے کیونکہ چیونٹی نے وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ کہا حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوج اگر چیونٹیوں کو کچل ڈالیں گے تو بے خبری کے عالم میں لاشعوری طور پر ایسا کریں گے ورنہ جان بوجھ کر نبی کے صحابی ہوتے ہوئے وہ کسی پر ظلم و زیادتی نہ کریں گے افسوس کہ چیونٹیاں تو یہ عقیدہ

رکھتی ہیں کہ نبی کے صحابی جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے مگر منافقوں کا گروہ ان چیونٹیوں سے بھی گیا لہذا ثابت ہوا کہ ان ظالموں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس صحابہ پر یہ تہمت لگائی کہ ان بزرگوں نے جان بوجھ کر حضرت بنی ہاشم رضی اللہ عنہا اور اہل بیت پر ظلم کیا (معاذ اللہ)

☆..... اس میں منکرین کمالات انبیاء و اولیاء کا رد ہے ان کے اس عقیدہ کا کہ کسی کے لئے دور سے سننے جاننے کا عقیدہ شرکیہ ہے۔

فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ تحفظ و حید پر مبنی ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ تو حید نہیں بلکہ توہین حق تعالیٰ ہے اس لئے کہ شرک اسے کہتے ہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں شریک مانا جائے۔ دور سے سننا تو مخلوق کی صفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دور و دور باننا شرک ہے اللہ تعالیٰ کئی آیتوں میں اپنا قرب فرماتا ہے۔

قال تعالیٰ: نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وغیرہ وغیرہ۔ دور سے سننا مخلوق کی صفت ہے اس کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں مغلہ ازاں ایک حدیث شریف ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تین چیزوں کو قوت سماعت دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ جنت سنتی ہے اور دوزخ سنتی ہے اور وہ فرشتہ جو کہ میرے پاس مقرر ہے وہ سنتا ہے جب میری امت کا کوئی بندہ جہاں کہیں ہو جب بندہ کہتا ہے: (اللهم انی استلک الجنة) اے اللہ مجھے جنت عطا فرما تو جنت اس کی آواز سن لیتی ہے اور کہتی ہے یا اللہ اس کو مجھ میں داخل فرما دے اور جب میری امت کا کوئی بندہ یہ دعا کرتا ہے: (اللهم اجرنی من النار) یا اللہ مجھے دوزخ سے بچا تو دوزخ سن لیتی ہے اور کہتی ہے یا اللہ اس کو مجھ سے بچا اور جب میری امت کا کوئی بندہ میرے اوپر سلام بھیجتا ہے وہ فرشتہ مذکور سن کر عرض کرتا ہے یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں ہے کہ سلام عرض خدمت کر رہا ہے۔ اس کو سلام کا جواب دیا جاتا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کا رسالہ ”دور سے سننا“ میں دیکھئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہد کی گفتگو

یوں تو سبھی پرندے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسخر اور تابع فرمان تھے لیکن آپ کا ہد آپ کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری میں بہت مشہور ہے وہ ہر وقت ساتھ رہتا ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا حال معلوم کیا تو ان میں ہد کو گم پایا اور وہی تمام پرندوں کا سردار تھا اس کا نام یعفور تھا اسے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: **وَتَقْفُذُ الظُّيُورَ** اور پرندوں کا جائزہ لیا۔ **فَقَالَ كَلَّيْ تُو بُولَا** مجھے کیا ہوا۔ **لَا أَرَى الْهُدُ هُدَ** میں ہد کو نہیں دیکھتا کسی پرندے کی آڑ میں ہے یا کوئی اور سبب ہے جب واضح ہو گیا کہ وہ غیر موجود ہے تو سابق گفتگو سے ہٹ کر فرمایا: **أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ** الایہ (النمل ۲۰/۲۷) یاد وہ واقعی حاضر نہیں۔ کیا وہ غائبین میں سے ہے بلکہ بات یہ ہے کہ کیا وہ غائب ہے کہ میں ہد کو پرندوں کی ٹولی میں نہیں دیکھ رہا اور وہ میری آنکھ سے اوجھل ہے اور ہماری جماعت سے غائب ہو گیا ہے۔

سوال: اس سے معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام کو علم غیب نہ تھا بھی تو ہد کی گمشدگی پر فرما رہے ہیں: **كَلَّيْ لَا أَرَى الْهُدُ هُدَ**

جواب: اس میں علم غیب کی کوئی بحث نہیں بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی حکمرانی میں سیاسی بصیرت کا کمال بیان فرما رہا ہے کہ وہ ایسے باکمال تھے کہ اتنا بہت بڑے شہنشاہ ہونے کے ایک معمولی پرندے کے حالات سے آگاہ تھے چنانچہ روح البیان میں ہے کہ: اس میں اشارہ ہے کہ بادشاہوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی مملکت میں ہوشیاری رکھیں اور قیام امور کا سلیقہ درست کریں اور رعایا

کے جملہ امور پر کڑی نگرانی ہو اور بچت کے معمولی سے معمولی فرد کے حالات سے بھی بے خبری نہ ہو بادشاہ وقت پر جیسے بڑوں کی خبر گیری ضروری ہے اس سے کہیں بڑھ کر چھوٹوں کے حالات سے آگاہی ہو یہاں تک کہ ہر چھوٹا بڑا اس کی معلومات سے اوجھل نہ ہو جیسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا طریقہ کریمہ تھا کہ آپ پرندوں تک کے چھوٹے سے چھوٹے پرندوں کے حال سے بے خبر نہیں رہتے تھے اور پلک بھر بھی کوئی شے آپ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی ان کی شفقت کی کیفیت بھی قابل ستائش ہے باوجودیکہ یہ کوتاہی ہد سے سرزد ہوئی لیکن سلیمان علیہ السلام نے شفقت کے طور پر اپنی طرف منسوب فرمایا **كَمَا قَالَ كَلَّيْ لَا أَرَى الْهُدُ هُدَ** ورنہ فرماتے **مَالِي الْهَلْدُ هَلْدُ** ارہ رعایا کی تادیب بھی ضروری ہے چنانچہ تادیب فرمایا: **أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ** یعنی یہ بھی منجملہ ان سے ہو گیا ہے جو میری اجازت کے بغیر غائب ہو جاتے ہیں۔

معجزہ سلیمانی

امور سلطنت پر تدبیر کے علاوہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ ہر تابع فرمان نہ صرف ہد بلکہ ہر پرندہ اور تمام جن، انسان اور شیاطین اور جملہ حیوانات اور ان کے احوال مطابق وہ مکلف بھی تھے اور اس کا انہیں فہم و ادراک بھی تھا اور ان کے احوال اس وقت ایسے تھے جیسے مکلف ہونے میں انسان اور وہ اوامر و نواہی کی صلاحیت رکھتے تھے۔ (روح البیان)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مکہ میں آمد و رفت

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو مکہ معظمہ کی طرف حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور حرم شریف میں جی بھر کر اقامت پذیر رہے اور اپنی اقامت گاہ پر روزانہ پانچ ہزار اونٹنیاں اور پانچ ہزار گائیں اور بیس ہزار بکریاں خیرات کرتے پھر یمن کی طرف روانگی فرمائی صبح کو مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے سہیل تک جانے کا پروگرام تھا دوپہر کے وقت تک صفا و یمن میں پہنچ گئے۔ مکہ سے صفا و یمن تک ایک ماہ کا سفر تھا صفا و یمن کی زمین اچھی لگی

کیونکہ یہاں دیکھا کہ یہ سرسبز علاقہ تھا لیکن اترتے ہی پانی نہ پایا چونکہ پانی کی تلاش پر ہد ہد مامور تھا اس لیے کہ وہ زمین کے اندر سے پانی کو دیکھ لیتا تھا جیسے ہم کسی شے کو شیشے کے اندر سے دیکھ لیتے ہیں اور وہ پانی کی ناپ جان لیتا تھا کہ یہاں نیچے پانی کتنا ہے پانی کی جگہ پر چونچ رکھتا تھا تو شیاطین آکر اس زمین کے کٹڑے کو ایسے دور پھینک دیتے تھے جیسے جانور کا چمڑا ادھیڑا جاتا ہے اس طرح سے پانی آسانی سے میسر آ جاتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کو بلایا تو وہ غیر موجود تھا۔

ہد ہد کو بلقیس کے ہاں دعوت

تقدیر ربانی جب آتی ہے تو اسے کوئی شے نہیں روک سکتی بہت سے بندگان خدا دوسرے کے لئے تو گڑھا کھودتے ہیں لیکن خود اس میں گر کر مر جاتے ہیں ہد ہد پر تقدیر واقع ہوئی ہوا یوں کہ جب دیکھتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اقامت گاہ میں آرام فرما ہیں تو وہ اونچا اڑ کر زمین پر نگاہ ڈالتا یعنی آزادی سے سیر و سیاحت میں مصروف ہو جاتا یہاں یمن میں اونچائی سے دیکھا تو اسے ایک اور ہد ہد نظر آیا جس کا نام عنفیر تھا جو ایک جگہ پر وہ ٹھہرا ہوا تھا تو اسے دیکھ کر نیچے اتر آیا دونوں گلے ملے سلیمانی ہد ہد نے اپنی ملکہ کی باتیں سنائیں اور کہا کہ اس کے ماتحت ایک لاکھ لیڈر ہے اور ہر لیڈر کے ماتحت ایک ایک لاکھ افراد رہتے ہیں سلیمانی ہد ہد کو بلقیس کی شامی کے دیکھنے کا شوق ہوا تو چلا گیا اور بلقیس کی شامی کی سیر میں عصر ہو گئی۔

ہد ہد کی واپسی اور اس سے باز پرس

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہد ہد کی غیر موجودگی پر احساس ہوا کہ چونکہ دھوپ سے بچنے کے لئے پرندوں کو مقرر کیا ہوا تھا اور جب ہد ہد اپنی جگہ چھوڑ گیا تو دھوپ محسوس ہوئی تو پوچھا کہ ہد ہد کہاں ہے نہ پانے پر گدھ کو بلایا اور فرمایا دیکھ کہاں گیا گدھ نے اڑ کر دیکھا تو اسے نظر نہ آیا اس کے

بعد عقاب کو حکم ملا عقاب نے اڑ کر دیکھا تو واپس آ رہا تھا آگے جا کر ملا ہد ہد ڈر گیا عقاب کو کہا تمہیں اس رب کی قسم جس نے تجھے قدرت و قوت بخشی مجھے کچھ نہ کہنا بلکہ بتائیے سلیمان علیہ السلام میرے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ عقاب نے کہا کہ وہ قسم اٹھا چکے ہیں کہ ہد ہد واپس آیا تو ضرور سزا دوں گا ہد ہد نے کہا قسم مطلق ہے یا اس سے استثناء بھی فرمایا تھا۔ عقاب نے کہا ہاں ساتھ ہی فرمایا تھا کہ اگر کوئی معقول عذر لایا تو معاف کر دوں گا۔ ہد ہد نے کہا اب خیر ہے چنانچہ ہد ہد جو نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچا تو پر پھیلائے اور گردن نیچی کر کے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی تو سلیمان علیہ السلام نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف کھینچا تو ہد ہد نے کہا اے پیارے نبی آپ اپنی حاضری بارگاہ حق کی یاد کیجئے یہ سن کر سلیمان علیہ السلام تھڑا گئے۔ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد سے فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے پر وبال الٹا کر تجھے دھوپ میں پھینک دوں ہد ہد نے کہا آپ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تو شکاری کرتے ہیں اور آپ تو پیغمبر ہیں۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میں گلے پر چھری چلا دوں۔ ہد ہد نے کہا یہ بھی آپ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ قصا بوں کا کام ہے اور آپ تو نبی ہیں۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں تجھے نا جنسوں کے ساتھ قید کر دوں عرض کی کہ آپ یہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کام خیس لوگوں کا ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے شان پیغمبری سے نوازا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو پھر کیا کروں عرض کی معاف فرمادیں کیونکہ معاف کرنا انبیاء علیہم السلام کی شان ہے۔ اس پر آپ نے اسے معاف فرمادیا پھر حالات پوچھے: چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تَحْطُ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبِيٍّ يَقِينٍ
إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدْتُهَا

وَقَوْمًا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنُكَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَا لَهُمْ قَصْدًا هُمْ
عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ الْآيَةُ (النمل: ۱۹)

ترجمہ: تو ہر بد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں
شہر سب سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے
اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے میں اسے اور اس کی قوم کا پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو
سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ
نہیں پاتے۔ (کنز الایمان)

سوال: معلوم ہوا کہ سلیمان علیہ السلام کو سب کا کوئی علم نہ تھا ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو
علم غیب نہیں۔

جواب: یہ عقیدہ ہر بد پیش کر رہا ہے تو اس سے واضح ہوا کہ مخالفین کا عقیدہ ہر بد والا ہے۔

جواب: آیت میں احاطہ کی نفی ہے علم کی نہیں اور الا احاطة لغت میں ”العلم بالشیئی من جمیع
جہاتہ“ ہے اور واقعی وہ احاطہ ہر بد نے کیا سلیمان علیہ السلام تو ملک سب میں نہیں گئے۔ چنانچہ
ہر بد نے کہا واقعی اَحْصَتْ بِمَالِهِ تَحْطُّ بِہِ میں نے اس کا گھیرا کیا ہے جس کا تم نے گھیرا نہیں کیا یعنی
علم و معرفت اور اس کی جمیع جہات سے حفظ نہیں کیا کیونکہ اسے سلیمان علیہ السلام نے مشاہدہ
نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی کسی جن و انس نے آپ کو اس کی خبر دی تھی اس میں اشارہ ہے کہ اللہ کا کرم و وسیع
ہے کہ وہ ایک پرندے کو کسی شے کا علم دیدے جس سے اس وقت تک نبی مرسل کو معلوم نہ ہوا ہو اور یہ
نبوت کے شان کے خلاف بھی نہیں کیونکہ نبی رسول کو نبوت کے سوا کسی اور غیر نافع باتوں کا جاننا ان
کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے غیر نافع علوم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ مانگتے
تھے کا قال علیہ السلام ”اعوذ بک من علم لا ینفع“ میں پناہ مانگتا ہوں غیر نافع علم سے۔

خلاصہ یہ کہ ظاہری طور ہر بد کا احاطہ سلیمان علیہ السلام کے شان اعلیٰ سے بڑھ جانے کا تو تم غلط
ہے کیونکہ ہر بد کا امور حسیہ کا احاطہ اور سلیمان علیہ السلام کا عدم احاطہ یا اس سے بے خبر رہنا آپ
کی شان کی وجہ سے نہیں اس لئے کہ امور محسوسہ کے ادراک و عدم ادراک میں عقلاً و غیر عقلاً برابر
ہیں۔ اس میں فوقیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

سوال: ایسا خطاب یعنی ادنیٰ اعلیٰ کو کہے کہ میں نے احاطہ کیا ہے لیکن تو نے احاطہ نہیں کیا تو سوء ادب
ہے کہ جو ادنیٰ ہر وقت اعلیٰ کے ساتھ رہتا ہے اسے تو ایسا کہنا ہی بہت بڑی گستاخی ہے۔
جواب: چونکہ اصل مقصد کو بعد میں بیان کیا گیا جب ایسے فوائد کا ذکر فوراً بیان کر دیا جائے ایسے
خطابات کا کاربرد اشت کر لیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہر بد نے حقیقت واضح کرتے ہوئے کہہ دیا کہ میں اگرچہ گم رہا لیکن وہاں بھی آپ کی
خدمت کے لئے گیا تھا چنانچہ سن لیجئے اگر غلط ہو تو پھر سزا دیں۔

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ اور میں آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں سب کے شہر سے جسے مآرب بھی کہتے ہیں:
يٰۤاَيُّهَا يٰۤاَيُّهَا يٰۤاَيُّهَا یقینی خبر اور ہے بھی بڑی عظیم القدر اور اس میں بالکل شک نہیں اس میں اشارہ ہے
کہ خبر پر لازم ہے کہ وہ خبر سنائے جس میں سولہ آنے یقین ہو بالخصوص بادشاہوں کی بارگاہ میں۔
فائدہ: سباً منصرف ہے اور یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے اور اپنے جدا کبر کی وجہ سے اس نام سے موسوم
ہوئے۔

نوٹ: سباً بلقیس کے تفصیلی واقعات فقیر کی تفسیر ”فیوض الرحمن“ کا ترجمہ روح البیان میں
پڑھیے۔

سوال: جب بلقیس اتنی بڑی ملکہ تھی تو پھر سلیمان علیہ السلام سے اس کے حالات مخفی کیوں رہے؟
جواب: جیسا کہ تفاسیر میں بتایا گیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام صنعاء میں نازل ہوئے اور وہ
مآرب میں رہتی تھی جس کا درمیان فاصلہ تین ایام کا تھا یا تین میل فرسخ یعنی نو میل کا فاصلہ پر تھی آج

کے دور میں اگرچہ اتنا بڑا فاصلہ نہیں لیکن اس دور کے لحاظ سے بڑا فاصلہ ہے پھر اس میں اللہ کی حکمت کا تقاضا یہی تھا جیسے یعقوب علیہ السلام کے متعلق ہے کہ یوسف علیہ السلام باوجود یکہ اول دنوں میں قریب کے فاصلہ پر تھے لیکن یعقوب علیہ السلام کی توجہ وہاں سے ہٹائی گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ ینم

کبھی تو ہم عرش اعلیٰ پر بیٹھتے ہیں اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت بھی نہیں دیکھتے۔

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَبَدَّلُ لَكُمْ ترجمہ: بیشک میں نے ایک عورت کو دیکھا جو ان پر شاہی کر رہی ہے یہ جملہ مستانفہ ہے جو بد خبر لایا ہے اس کا بیان ہے۔

فائدہ: آیت کو وجدت اس لیے کہا گیا کہ بد حضرت سلیمان علیہ السلام کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ اس عرصہ میں ان کی خدمت کے لئے باہر رہا ہے اگرچہ ان سے دور رہا تب بھی ان کے کام میں لگا رہا کہ ایک ایسی عورت کے حالات کے متعلق واقفیت حاصل کی کی جو گویا سلیمان علیہ السلام کے لئے ضرورت کی شے تھی جسے وہ حاصل کر کے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

ملک سبا کو بد کی روانگی

جب اسی بد نے آپ کو ملک سبا کی ملکہ ”بلقیس“ کے بارے میں خبر دی تھی کہ وہ ایک بہت بڑے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کرتی ہے اور بادشاہوں کے شایان شان جو بھی سرور سامان ہوتا ہے وہ سب کچھ اس کے پاس ہے مگر وہ اور اس کی قوم ستاروں کی پہچاری ہے اس خبر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے نام جو خط ارسال فرمایا اس کو یہی بد لیکر گیا تھا چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بد سے فرمایا۔

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ اذْهَبْ بِكِتَابِي (اسل/۲۷)

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں ہے۔ (کنز الایمان)

”تم میرا یہ خط لیکر جاؤ اور ان کے پاس یہ خط ڈال کر پھر ان سے الگ ہو کر تم دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ چنانچہ بد یہ خط لیکر گیا اور بلقیس کی گود میں اس خط کو اوپر سے گرا دیا۔ اس وقت اس نے اپنے گرد امراء و ارکان سلطنت کا مجمع اکٹھا کیا پھر خط کو پڑھ کر لرزہ بر اندام ہو گئی اور اپنے اراکین دولت سے یہ کہا: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُؤِ اِنِّیْ اَلْفِیْ اِنِّیْ كُتِبَ عَلَیَّ الْخِ الْاٰیة (النمل: ۲۹/۲۷)

ترجمہ: وہ عورت بولی اے سردار! بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو بڑا مہربان اور نہایت ہی رحیم ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور تم انسان ہو کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔

مشورہ بلقیس: خط سنا کر بلقیس نے اپنی سلطنت کے امیروں اور وزیروں سے مشورہ کیا تو ان لوگوں نے اپنی طاقت اور جنگی مہارت کا اعلان و اظہار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا ارادہ کیا۔ اس وقت عقلمند بلقیس نے اپنے امیروں اور وزیروں کو سمجھایا کہ جنگ مناسب نہیں ہے کیونکہ اس سے شہر ویران اور شہر کے عزت دار باشندے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ اس لیے میں یہ مناسب خیال کرتی ہوں کہ کچھ ہدایہ اور تحائف ان کے پاس بھیج دوں اس سے امتحان ہو جائے گا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) صرف بادشاہ ہیں یا اللہ کے نبی بھی ہیں اگر وہ نبی ہوں گے تو ہرگز میرا ہدیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ ہم لوگوں کو اپنے دین کے اتباع کا حکم دیں گے اور اگر صرف بادشاہ ہوں گے تو میرا ہدیہ قبول کر کے نرم پڑ جائیں گے۔ چنانچہ بلقیس نے پانچ سولونڈیاں بہترین لباس اور زیوروں سے آراستہ کر کے بھیجیں ان لوگوں کے ساتھ پانچ سو سونے کی اینٹیں اور بہت سے جواہرات اور مشک و عطر اور ایک جزا و تاج مع ایک خط کے پانے قاصد کے ساتھ بھیجا۔ بد یہ سب دیکھ کر روانہ ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آکر سب خبریں پہنچا دیں۔ چنانچہ بلقیس کا قاصد جب چند دنوں کے بعد تمام سامانوں کو لیکر دربار میں حاضر ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے نصیحتاً کہ ہو کر قاصد سے فرمایا کہ:

اَتَيْدُوْنَ مِنْ بَعَالٍ فَمَا اَتَيْنَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّا اَنْتُمْ بِلِ
اَنْتُمْ يَهْدِيْتُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اَرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَا تُبَيِّنْهُمْ مِّجْنُوْدٍ لَا قِبَلَ
لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا اِذْ لَآ وَهْمٌ صَاعِرُوْنَ (انہل: ۳۶/۲۷-۳۷)

ترجمہ: (آپ نے فرمایا کہ) کیا (تم لوگ) مال سے میری مدد کرتے ہو؟ تو جو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تھے پر خوش ہوتے ہو پلٹ ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہو جائیں گے۔ (کنز الایمان)

چنانچہ اس کے بعد جب قافلہ واپس لوٹ کر بلقیس کو سارا نا جراسایا تو بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دربار یہاں کے عجائبات دیکھ کر اس کو یقین آ گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے برحق نبی ہیں اور ان کی سلطنت اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو اپنے دین کی دعوت دی تو اس نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے نکاح کر کے اس کو اپنے محل میں رکھ لیا۔

اس سلسلے میں ہد ہد نے جو کارنامے انجام دیے وہ بلاشبہ عجائبات عالم میں سے ہے جو یقیناً حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے۔

خلاصۃ البحث: ہد ہد ایک چھوٹا سا پرندہ ہے وہ نہ ولی اللہ ہے نہ غوث نہ قطب بلکہ اسے ایک عالم دین تو بڑی بات ہے اسے حافظ وقاری کا درجہ و مرتبہ بھی نہیں لیکن اس کے کارنامے بالخصوص علمی تفوق کو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ وہ روئے زمین کے چپے چپے کی گہرائی سے واقف ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لکھی دورہ پر (جو کہ آپ روئے زمین کے بادشاہ تھے) جہاں بھی خیمہ زن ہوتے ہد ہد کے

ذمہ تھا کہ وہ اس جگہ پانی کا پتہ دے کہ اس جگہ پر کس قدر کھدائی کے بعد پانی ملے گا ہد ہد فوراً اس کی خبر دے دیتا اور اسے ہر وقت یہ مہارت حاصل تھی لیکن افسوس ہے اس برادری پر جو نبوت و ولایت کے علوم پر انہیں ہر وقت چڑھتی ہے۔ اس کے بعد بلقیس کے تخت لانے کا کارنامہ جو حضرت آصف بن برخیا نے سرانجام دیا وہ بھی کوئی معمولی کارنامہ نہیں کہ انہوں نے پلک جھپکنے سے پہلے وزنی تخت بلقیس دور دراز مسافت سے لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا ایسے کارنامے اگر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام کے لئے بیان کیے جائیں تو یہ تو قوم شرک کے فتویٰ لگانا شروع کر دیتی ہے۔ ہاں یہ بیچارے بھی مجبور ہیں اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے بھی ایسا مثلاً ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و اولیاء ہماری طرح عاجز بندے اور مجبور محض ہیں اور قاعدہ اسلامیہ ہے کہ انبیاء عظام و اولیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کو اپنے جیسا سمجھ لینا یہ گمراہی کا سرچشمہ ہے۔ حضرت مولانا رومی علیہ الرحمہ نے مثنوی شریف میں اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ ۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے زبدال حق آگاہ شد

یعنی تمام دنیا اس وجہ سے گمراہ ہو گئی کہ خدا کے اولیاء سے بہت کم لوگ آگاہ ہوئے۔

اولیاء را بچو خود پنداشتند ہمسری با انبیاء برداشتند

لوگوں نے اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا اور انبیاء کے ساتھ برابری کر بیٹھے۔

ایں ندانندہ بایشاں از اعمیٰ ہست فرقی درمیاں بے انتہا

ان لوگوں نے اپنے اندھے پن سے یہ نہیں جانا کہ عوام اور اولیاء کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔

یاد رہے کہ اولیاء کرام کو ہرگز ہرگز عام انسانوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ عقیدہ رکھ کر

اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیے کہ ان لوگوں پر خداوند قدوس کا خاص فضل عظیم ہے اور یہ لوگ

بے پناہ روحانی طاقتوں کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہیں یہ لوگ اللہ کے حکم سے بڑی بڑی بلائیں اور مصیبتیں نال سکتے ہیں اور ان کی قبروں کا بھی ادب رکھنا لازم ہے اولیاء کی قبروں پر فیوض و برکات خداوندی کی بارش ہوتی رہتی ہے اور جو عقیدت و محبت سے ان کے مزارات کی زیارت کرتا ہے وہ ضرور ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوا کرتا ہے۔

اس بحث میں فرقہ و ہابیہ اولیاء کرام کی بے ادبی کرتے رہتے ہیں چونکہ فقیر کا یہ موضوع نہیں یہ تو ضمناً کچھ عرض کر دیا ہے تاکہ اہل اسلام حیوانات کی بولیوں سے آگاہ ہو کر انبیاء عظام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے نامین اولیاء کرام رحمہم اللہ کے کمالات کے عقیدہ میں پختگی و مضبوطی سے سرشار ہوں۔

واقعہ اصحاب کہف:

مردی ہے کہ دقیانوس نے جب روم کے ممالک پر قبضہ کیا تو اس نے یہاں پر اپنے معبودان باطلہ کے لئے ایک مذبح تیار کیا اور شہر والوں کو حکم فرمایا کہ اس کے معبودوں کی پرستش کریں جو شخص اس کے حکم پر بتوں کی پرستش کرتا نجات پا جاتا اور جو انکار کرتا اسے قتل کر دیتا اسی شہر کے چھ بزرگ زادے نو جوان گوشہ تنہائی میں بیٹھے خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور ہر وقت بارگاہ حق میں ایسے ظالم بادشاہ کی شرارت سے پناہ مانگتے تھے لیکن جب ان کا معاملہ بادشاہ تک پہنچا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور سختی سے غیر اللہ کی پرستش پر مجبور کیا لیکن یہ حضرات تو حید حق پر ڈٹ گئے بادشاہ کے غلط حکم کی ذرہ برابر پروا نہ کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کا تمام مال و متاع چھین لیا جائے اور انہیں کہا کہ تم نو جوان ہو ابھی تم دنیا سے نفع اندوز نہیں ہوئے مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں تم اپنے متعلق سوج لو میرا حکم مانو گے تو زندگی آرام سے بسر ہوگی ورنہ نقصان اٹھاؤ گے انہوں نے ان تین دنوں کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ سے مہلت پا کر وہاں سے بھاگ نکلے اور بقدر

ضرورت زاد راہ اپنے اپنے گھروں سے اٹھا کر رخت سفر باندھ کر شہر کے کسی نزدیکی غار میں چھپ گئے۔

سک اصحاب کہف

مردی ہے کہ جب رخت سفر باندھ کر روانہ ہوئے تو راستہ میں چرواہا ملا اس نے بھی ان کی رفاقت اختیار کی چرواہے کا ایک کتا تھا وہ بھی ان کے پیچھے ہولیا ہر چند اسے بھگایا اس نے ان کا دامن نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ نے اسے بولنے کی طاقت بخشی اور ان سے گویا ہوا کہ بزرگو! مجھے اللہ والوں سے پیار اور عقیدت ہے لہذا مجھے بھی ساتھ لے چلو بلکہ جہاں تم آرام فرماؤ گے میں تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا چرواہے نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار ہے جو ہمارے مقصد کے لئے موزوں ہے چنانچہ چرواہے کے مشورے پر اسی غار میں پہنچے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کیا ہے۔

اِذْ اَوٰى الْفَتٰىۃَ اِلٰی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّۡۤئْ لَنَا

مِنْ اٰمِرِنَا رِشْدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا ۝

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْهُمُ لٰٓئِکَ اٰتٰی الْحَزْبِیۡنَ اَحْصٰی لِبَآلِکُنُوْا اٰمِدًا (الکہف: ۱۵/۱۳ تا ۱۵)

ترجمہ: ان نو جوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان تیار کر تو پھر ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھکی دے کر سلا دیا پھر ہم نے انہیں جگایا تاکہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔ (کنز الایمان)

نوٹ: اسی پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ کتاب ضخیم نہ ہو جائے اس کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی قیست "نسبت سکت" میں ملاحظہ ہو۔

استغفر اللہ رونا بھی ہے اور بولنا بھی ہے

آخر میں تبرک کے طور پر اسن حنانہ کا ذکر عرض کرتا ہوں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی پر کھجور کی لکڑیوں کی چھت ڈالی ہوئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سوکھی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ہم نے اس ستون کی اس طرح یہ زاری سنی جیسے بچہ جھنے والی اونٹنی واویلا کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے تو ستون بیل کی طرح چلانے لگا یہاں تک کہ اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔

حضرت ریش بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ستون کے رونے کی آواز سن کر تمام حاضرین بھی رونے لگے۔

حضرت مطلب بن ابی وداح اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ستون ایسا پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ پھٹ گیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست شفقت اس پر رکھا تو خاموش ہوا۔

دیگر حضرات کی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فقدان ذکر کے باعث روتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حبیب پروردگار اسے سینے سے نہ لگاتے تو آپ کی جدائی میں وہ قیامت تک برابر روتا رہتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اس ستون کو منبر شریف کے نیچے دفن کر دیا گیا جیسا کہ حضرت مطلب بن ابی وداح، حضرت سہل بن سعد کی روایتوں اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی اس روایت میں ہے جو اسحق علیہ الرحمہ کے طریق سے ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ منبر رسول کے نیچے دفن کیا گیا اور بعض طریق میں ہے کہ مسجد نبوی کی چھت میں لگا دیا گیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اس ستون کے نزدیک نماز ادا کیا کرتے اور جب مسجد نبوی شہید کی گئی تو وہ لکڑی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمادی گئی اور وہ ان کے پاس ہی رہی یہاں تک کہ اسے دیمک کھا گئی اور ریزہ ریزہ ہو گئی۔

امام ربیع بن خنیس علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روتے

ہوئے ستون کو بلایا تو وہ لپک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سینے سے لگایا اس کے بعد اسے واپس لوٹنے کا حکم دیا تو وہ وہیں چلا گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستون کو ترپتے اور ہلکتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا:

إِنْ شِئْتَ أَذْرَكَ إِلَى الْحَائِطِ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ تُنْبِتُ لَكَ عُرْوُفَكَ وَيَكْمُلُ خَلْقَكَ وَيَجِدُّ لَكَ خُوصَ وَثْمَرَةَ وَإِنْ شِئْتَ أَغْرَسَكَ فِي الْجَنَّةِ فَيَأْكُلُ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ مِنْ ثَمَرِكَ ثُمَّ أَصْغَى لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ مَا يَقُولُ فَقَالَ بَلْ تَغْوِسُنِي فِي الْجَنَّةِ فَيَأْكُلُ مِنِّي أَوْلِيَاءُ اللَّهِ وَأَكُونُ فِي مَكَانٍ لَا أَبْلَى فِيهِ فَسَمِعَهُ مَنْ يُبْلِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ اخْتَارَ دَارَ الْبَقَاءِ عَلَى دَارِ الْفَنَاءِ -

یعنی، اگر تو چاہے تو میں تجھے اس باغ میں لوٹا دوں جس میں تو پہلے تھا وہاں تجھے میں شاخیں نکل آئیں اور مکمل درخت بن جائے اور تیرے اوپر پھل پھول آئیں اور اگر تو چاہے تو میں جنت میں تجھے لگا دوں اور اولیاء اللہ تیرے پھل کھائیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی جانب کان لگائے کہ جواب کیا دیتا ہے۔

جواب دیا مجھے جنت میں لگا دیجئے تاکہ اولیاء اللہ میرے پھل کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ کام کر دیا پھر فرمایا تو نے فانی گھر کو چھوڑ کر باقی رہنے والے گھر کو پسند کیا ہے۔

فائدہ: حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو زار و قطار روتے اور کہتے خدا کے بندو! جب خشک لکڑی منصب رسالت کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے فراق میں روتی ہے تو ہمیں آپ کی محبت کا اشتیاق بدرجہا زیادہ ہونا چاہیے۔

سند الحدیث: اس حدیث کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حفص بن عبد اللہ اور کہا گیا ہے کہ عبد اللہ بن حفص، ابن، ابونضر، ابن المسیب، سعید بن ابی کرب، گریب اور ابو صالح علیہم الرحمہ نے روایت کیا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام حسن بصری، ثابت، اسحق اور ابو طلحہ علیہم الرحمہ نے اس کی روایت کی ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے نافع اور ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے روایت کی اور ابو النضرہ اور ابو الوداک علیہما الرحمہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ عمار بن ابی عمار علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابو حازم اور جاس بن کھل علیہ الرحمہ نے حضرت مطلب بن ابی وداحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن بریدہ علیہ الرحمہ نے اپنے والد محترم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جیسا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس حدیث کی کتنے محدثین نے تخریج کی ہے کتنے صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے اور ان سے بھی دو چند تا بعین عظام نے ان سے اس کی روایت کی ہے جن کا ذکر ہو چکا اور کتنے ہی وہ ہیں جن کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ اہل علم پر یہ مخفی نہیں کہ علم الیقین اس سے بھی کم رواۃ پر حاصل ہوتا ہے اور اللہ جل مجدہ ہی راہ صواب پر ثابت قدم رکھنے والا ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ: یہ مشہور و معروف اور تواتر کے ساتھ مروی ہے امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ نے اس کی تخریج کی ہے اور دوس سے زیادہ صحابہ کرام نے اسے روایت کیا ہے جن میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابی بن کعب، حضرت سہل بن سعد، حضرت ابو سعید خدری، حضرت بریدہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت مطلب بن ابی وداحہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں یہ تمام حضرات اس حدیث کو معنا روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

قاعدہ: متواتر الفاظ صرف قرآن مجید میں ہے اس کے بعد متواتر بالا لفاظ کوئی حدیث نہیں، ہاں متواتر بمعنی بکثرت ہیں انہیں اعلیٰ درجہ کی متواتر بمعنی حدیث ستون حنانہ ہے جسے فقیر نے اوپر تفصیل سے عرض کیا مزید تفصیل کے فقیر کی شرح مثنوی پڑھیے۔

فوائد الحدیث: حدیث استن حنانہ میں جماد کا رونا، بولنا تو ہمارا موضوع ہے اس کے علاوہ مندرج ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

☆..... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختار کل باذنہ تعالیٰ ہیں کہ جسے اور جس طرح چاہیں آپ کو منجانب اللہ اختیار ہے اس مسئلہ کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”اختیار الکمل لمختار الکمل“ میں پڑھیے۔

☆..... ہر عالم کا علیحدہ علیحدہ قانون و ضابطہ ہے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے

پابند نہیں چاہیں تو دنیا کی چیزوں کو آخرت میں منتقل فرمادیں چاہیں تو آخرت کی اشیاء دنیا میں منتقل فرمادیں جیسے سوکھی لکڑی کو فرمایا تو چاہے تو میں تجھے جنت کا پھل دار درخت بنا دوں۔

☆..... ایسے اختیارات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت حاصل ہیں۔

(یہ عقیدہ غلط ہے کہ آپ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا) (تقویۃ الایمان ملخصاً) (معاذ اللہ)

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوکھی لکڑی سے اس کی پسند پر فرمایا۔

”قد فعلت الخ“ اس مسئلہ کی تحقیق فقیر کی تصنیف ”التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات والکرامات“ میں پڑھیے۔

عاشق زار

عارف رومی علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کو بڑے سوز و گداز سے مثنوی شریف میں بیان فرمایا لیکن یہاں پر فقیر ایک اور عاشق صادق کی نظم پیش کر کے مضمون کو ختم کرتا ہے۔ اس عاشق سے میری مراد مولانا کفایت علی کافی علیہ الرحمہ ہیں۔

ستون کی دیکھ کر حالت صحابہ سر بسر روئے

تمام حاضرین مجلس خیر البشر روئے

رلا دے جب کہ چوب خشک کو حضرت کی بھوری

کہو پھر عین غیرت سے نہ کیونکر یہ بشر روئے

سنی جب اس ستون عاشق بیتاب کی زاری

رسول اللہ کے اصحاب کیسے کس طرح روئے

کوئی ایسا نہ تھا اس بزم میں جس پر نہ تھی رقت

بہت روئے بہت روئے تمامی بیشتر روئے

پھر آجاتا ہے آنکھوں میں وہ عالم ان کے رونے کا

کہ کس کس طرح سے اصحاب باسوز جگر روئے

ادھر گرم فغاں تھا وہ ستون صدمے سے فرقت کے

ادھر یہ شدت رقت سے باصد چشم تر روئے

ستون خاموش ہوتا تھا نہ یہ رونے سے چپتے تھے

وہ آہیں مار چلایا یہ دل کو کھول کر روئے
 ستوں نے یہ کیے نالے کہ چشمِ حال سے اس دم
 شجر روئے، حجر روئے سبھی دیوار و در روئے
 رسول اللہ کی الفت محبو! عین ایمان ہے
 فراقِ مصطفیٰ میں اہل ایمان عمر بھر روئے
 تصویر آگیا رونے میں جب لمعانِ دندان کا
 تو مشتاقانِ دندانِ نبی سلک گہر روئے
 لبِ لعلِ مبارک کے جو مشتاقِ زیارت تھے
 بجائے اشکِ عینِ شوق سے لختِ جگر روئے
 بشکلِ ابروے کافی یہ مجوروں کا عالم ہے

یہاں روئے وہاں روئے ادھر روئے ادھر روئے

ہذا آخرِ رقمہ

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور (پاکستان)

۸ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بروز سہ شنبہ بعد صلوٰۃ الظہر

مسودہ دیجئے کتاب لیجئے

پرنٹنگ سروس

خط و کتابت کیلئے ہمارا واحد پتہ

اسلامی کتب کا مرکز ادارہ تالیفات اویسیہ

ماڈل ٹاؤن بی (B) نزد سیرانی مسجد بہاولپور

0321-6820890 / 0300-6830592

ہماری عنقریب آنے والی مطبوعات

انسانی اعضاء بولتے ہیں	مشکل صیغہ
کالاقل	کرامات صحابہ
معمولات صحابہ بعد صلوة الجنازہ	نفس وشیطان کے دھوکے
وجد صوفیاء کا جواز	اکابرین کے مناظرے
گاجر کے فوائد	غایۃ الموعول فی علم الرسول
بواسیر اور اس کا علاج	تاریخ محبوب مدینہ
ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟	تاریخ مسجد نبوی و گنبد خضریٰ
اسلامی داڑھی	گناہ دھونے کا صابن
امام اور داڑھی	گلدستہ اولیسی نمبر 1۔ برائے خواتین
کوئی لایونی	گلدستہ اولیسی نمبر 2۔ بچے کے سادات کلام
گنج اور گنجہ	فرشتے ہی فرشتے
جالور جمادات بولتے ہیں	فضائل ہی فضائل

با اہتمام:

برادر طریقت جناب محمد سہیل اویسی (باب المدینہ)

رابطہ

ادارہ تالیفات اویسیہ

0321-6820890
0300-6830592

محکم الدین بریلوی ڈائریکٹر سہیل اویسی